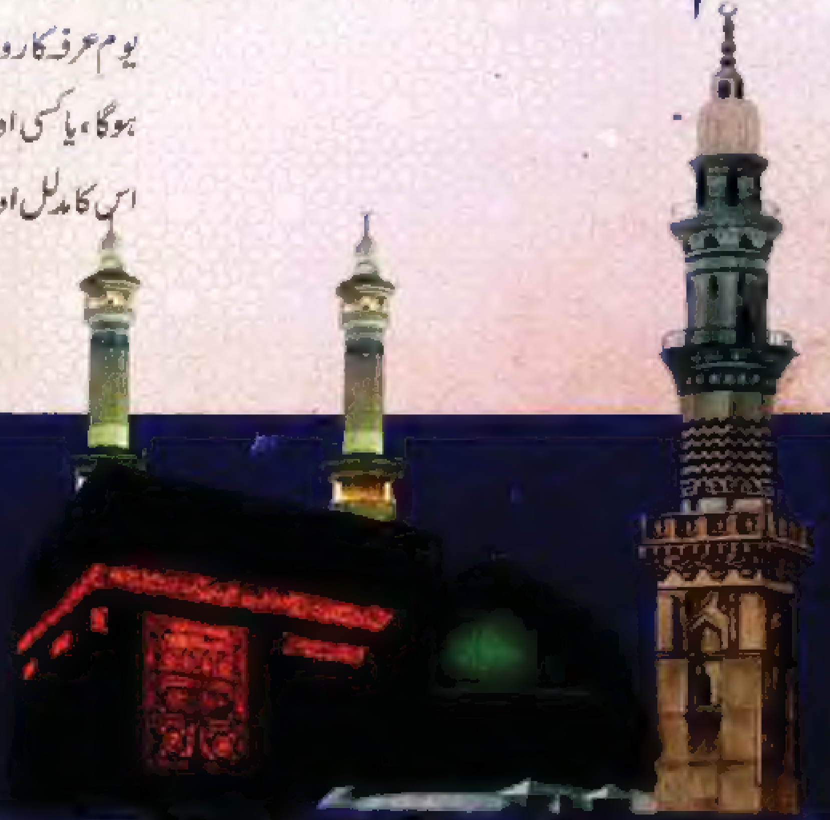
وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ (سورة الفجر)

یوم عرفہ کے روزہ کا تحقیقی جائزہ

یوم عرفہ کا روزہ رکھنے میں اپنے ملک کی رویت کا اعتبار ہوگا، یا کسی اور ملک کا؟؟؟

اس کا مدلل اور تشفی جواب اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیں



تحقیق و ترتیب

مفتی محمد یونس قاسمی

بانی و مہتمم جامعہ مدنیہ ہنگو



نظر ثانی

حضرت مفتی محمد یحییٰ عثمانی صاحب

مدرس جامعہ عثمانیہ پشاور

القمر اکیڈمی جامعہ مدنیہ ہنگو

younasqasmi1985@gmail.com

0305- 6061616

یوم عرفہ کے روزہ کا تحقیقی جائزہ

تحقیق وترتیب
مفتی محمد یونس قاسمی

القمر اکیڈمی
جامعہ مدنیہ ہنگو

کتاب .... یوم عرفہ کے روزہ کا تحقیقی جائزہ

تحقیق وترتیب............................مفتی محمد یونس قاسمی

نظر ثانی............................مفتی محمد یحیٰ عثمانی

کمپوزنگ............................مولانا اسد اللہ قریشی

طبع اوّل ....جمادی الاولی ۱۴۴۱ھ - 2020ء

ناشر ....القمر اکیڈمی

ادارہ............................جامعہ مدنیہ ہنگو

رابطہ نمبر............................0305-6061616

0333-8081616

<u>ملنے کے پتے:</u>

☆ القمر اکیڈمی، جامعہ مدنیہ ہنگو
☆ اسلامی کتب خانہ، لاہور
☆ مکتبہ عمر فاروق، محلہ جنگی، پشاور
☆ مکتبہ اسلامیہ، فیصل آباد
☆ مکتبہ شیخ الہند، ضلع ہنگو
☆ مکتبہ احیاء العلوم، تخت نصرتی، کرک
☆ مکتبہ حقانیہ، کمال پلازہ، ضلع کوہاٹ
☆ مکتبہ دیوبند، مین بازار ہنگو

فہرست

انتساب

ان مقدس اور عظیم ہستیوں، یعنی: اساتذہ کرام کے نام جن کے قدموں میں رہ کر راقم الحروف نے حروف تہجی الف، ب، ت..... سیکھے اور قلم تھامنا بھی سیکھ لیا، اور آج انہی ہستیوں کی محنت اور دعاوں کی بدولت یہ کتاب **"یوم عرفہ کے روزہ کا تحقیقی جائزہ"** لکھنے کے قابل ہوا اور انہی قابل قدر شخصیات کی تربیت سے دینی شعور اجاگر ہوا۔

اور اپنے مادرِ علمی جامعہ عثمانیہ پشاور کے نام جس میں گیارہ سال رہ کر علمی سفر پورا ہوا، اور جامعہ نے اپنے آغوش میں لے کر جس محبت سے نوازا وہ صفحۂ قرطاس پر نقش کرنا مشکل ہے۔

اور اپنے والدین کے نام جن کا وجود میرے لیے سایۂ رحمت اور جن کی گود گہوارۂ شفقت ہے، اور جن کی بے لوث دعاؤں سے دنیا میں فرحت اور رفعت نصیب ہوئی، اور راستے کی ہر ظلمت ضیاء میں تبدیل ہوئی۔

تقریظ

شارحِ مسلم حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب

مہتمم جامعہ ابو ہریرہ، خالق آباد، نوشہرہ

صدر القاسم اکیڈمی، جامعہ ابو ہریرہ

الحمد لحضرۃ الجلالۃ والصلوۃ والسلام علی خاتم الرسالۃ۔ امابعد!

ایک بیدار مغز، حساس دل اور ذمہ دار عالم دین کی یہی پہچان ہے کہ وہ معاشرے میں اُٹھنے والے سوالات اور اشکالات سے نہ صرف باخبر ہو، بلکہ قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کا درست جواب اور صائب حل بھی پیش کر سکے۔

آپ کے ہاتھ میں موجود یہ اوراق بھی اسی تقاضے کی تکمیل ہے جس میں نوجوان عالم جناب مولانا مفتی محمد یونس قاسمی صاحب نے یوم عرفہ کی تعیین کے بارے میں مختلف دارالافتاؤں کے فتاوی جات کو جمع کیا ہے۔

یوم عرفہ کے حوالہ سے عرصۂ دراز سے عوام الناس کے اذہان میں یہ خلجان پایا جاتا ہے کہ مدار نو ذی الحجہ ہے یا پھر وقوفِ عرفہ؟ بالفاظِ دیگر ہر علاقے کا اپنا یوم عرفہ ہے یا ایک ہی دِن پوری دُنیا میں یوم عرفہ ہوتا ہے۔ اس اُلجھن کو سلجھانے کے لیے مفتی صاحب نے مختلف اداروں کو سوالات بھیجے، ان کے جوابات کا مجموعہ آپ کے سامنے ہے۔

اُمید واثق ہے کہ اپنے پر تشفی بخش کاوش ثابت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ مرتب کے اس آغاز

کارکوان کی رفتارکار کی مقبولیت کا زینہ اور انجام کار کی قبولیت کا وسیلہ بنائے۔ (آمین)

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقه محمد و آله و اصحابه اجمعین.

(مولانا) عبدالقیوم حقانی

صدر القاسم اکیڈمی، جامعہ ابوہریرہ

خالق آباد، نوشہرہ، خیبر پختونخوا پاکستان

۲۱ صفر المظفر ۱۴۴۱ھ/۲۱ اکتوبر ۲۰۱۹ء

تقریظ

شہسوارِ قلم حضرت مفتی ذاکر حسن نعمانی صاحب

استاذِ حدیث و تخصص جامعہ عثمانیہ پشاور

قرآن وحدیث کی جو خدمت محدثین وفقہاء نے کی ہے، وہ اپنی مثال آپ ہے۔ ہر قسم کے دینی مسائل میں اُمت کی دینی رہنمائی کا یہ سلسلہ تاقیامت جاری رہے گا۔ جناب مولانا مفتی محمد یونس صاحب نے اکابر علماء کی تحقیقات کو سامنے رکھ کر ''یوم عرفہ کے روزہ کا تحقیقی جائزہ'' کے نام سے کتاب لکھی ہے، جس میں یہ ثابت کیا ہے کہ عرفہ کا روزہ اپنے اپنے خطوں کے اعتبار سے ہوتا ہے۔ دراصل عوام کے ذہن ہر دور میں مشوش رہتے ہیں کہ سعودی عرب میں جب عرفہ کا دن ہوتا ہے، تو کیا ہم بھی اس کے مطابق روزہ رکھیں، حالانکہ عرفہ کے علاوہ ہر خطہ کا اپنا الگ الگ مطلع ہے۔ پوری دُنیا کے اندر طلوع وغروب کے اعتبار سے اوقات کا بڑا فرق ہے۔ ایک خطہ کا اعتبار دوسرے خطہ میں نہیں کیا جاسکتا۔ اسلام عالمی مذہب ہے، اوقات کے اعتبار سے بقیہ دُنیا سعودی عرب کے تابع نہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ ہمارے مذہب اسلام کا آغاز مکہ ومدینہ سے ہوا ہے۔ غالباً یہ ممکن بھی نہیں کہ دُنیا کے کسی علاقہ کے مطلع کو دوسرے خطہ کے تابع کیا جائے۔

اسی کتاب کے اندر چونکہ مستند علماء اور دارالافتاؤں کی تحقیقات موجود ہیں، لہذا اپنی تشویشات ختم کرکے اس پر اعتماد کرنا چاہیے۔ واللہ اعلم

(مفتی) ذاکر حسن نعمانی

مسجد تکبیر، فیز ۷، حیات آباد، پشاور

تقریظ

نمونہ اسلاف حضرت مفتی محمد نہال اختر قاسمی صاحب
فاضل دارالعلوم دیوبند (انڈیا)
استاذ کلیۃ الاسلامیہ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ
دبئی، متحدہ عرب امارات

ایک انسان دُنیا میں ہر چیز سے مستغنی ہوسکتا ہے، لیکن دینی مسائل واحکام سے اور پیش آمدہ واقعات کے متعلق شرعی رہنمائی سے کوئی بھی مسلمان، کہیں بھی اور کبھی بھی مستغنی نہیں ہوسکتا۔ اور یہ حقیقت ہے کہ علوم اسلامیہ شرعیہ میں جو مقام ومرتبہ فقہ کو حاصل ہے وہ کسی علم کو نہیں۔ فقہ درحقیقت قرآن وحدیث کا نچوڑ ہے اور اللہ پاک تک پہنچنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے جن بندوں کے ساتھ خصوصی اور عظیم بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں ان کو اس نعمت سے بہرہ ور فرماتے ہیں، جیسا کہ حدیث پاک میں ہے:

مَن یُرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیرًا یُفَقِّھْهُ فِی الدِّینِ (بخاری شریف: ص ۲۰ ج ۱)

ہر دور میں اللہ پاک کے ایسے بندے موجود ہوتے ہیں، جو کہ کتاب وسنت اور سلف صالحین کے اقوال کو سمجھ کر مسائل شرعیہ کی توضیح وتشریح اور دین کی صحیح رہنمائی کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔

فاضل نوجوان، مقرر شیریں بیان عزیز گرامی مفتی محمد یونس صاحب زید مجدہ؛ بانی ومہتمم جامعہ مدنیہ ہنگو بھی اللہ تعالیٰ کے ان چنیدہ بندوں میں سے ہیں جو قرآن وحدیث اور فقہ کی مقبول خدمات انجام دے رہے ہیں۔

آنجناب کی مرتب کردہ کتاب "یوم عرفہ کے روزہ کا تحقیقی جائزہ" کا بندہ نے مطالعہ کیا۔ ماشاء اللہ کتاب اپنے موضوع پر مدلل ہے۔ زبان سلیس اور انداز محققانہ ہے، بزرگوں کے فتاویٰ اور اقوال سے مبرہن ہے۔

محترم جناب مفتی محمد یونس صاحب دامت برکاتہم العالیہ کو اللہ پاک نے مختلف کمالات سے نوازا ہے۔ وہ ایک اچھے مفتی بھی ہیں اور کامیاب مدرس بھی، صاحبِ قلم بھی ہیں اور صاحبِ تقریر و بیان بھی۔ ان سب کے ساتھ اللہ پاک نے دل دردمند سے بھی نوازا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ پاک ان کے علمی، فکری، اصلاحی اور قلمی خدمات کو قبول فرمائے اور اس کتاب کو زینتِ قبولیت کے لباس فاخرہ سے مزین فرما کر خاص و عام میں مفید تر ثابت فرمائے اور مؤلف کے حق میں ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین

(مفتی) نہال اختر (قاسمی)

استاذ کلیۃ الاسلامیہ

مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ

دبئی۔ متحدہ عرب امارات

عرضِ مؤلف اور وجہ تالیف

اَلحَمدُ لِلّٰہِ الَّذِی شَرَحَ قُلُوبَ العَارِفِینَ بِنُورِ هِدَایَتِهِ وَزَیَّنَهَا بِالإِیمَانِ وَمَا أَلهَمَهَا مِن حِکمَتِهِ أَحمَدُهُ حَمدَ عَارِفٍ لِعَظَمَتِهِ مُقِرٍّ بِوَحدَانِیَّتِهِ وَعَلٰی مَن خَتَمَ بِهِ الرِّسَالَةَ أَفضَلَ صَلَاتِهِ وَتَحِیَّتِهِ مُحَمَّدٍ المُصطَفٰی المَخصُوصِ بِإِظهَارِ مِلَّتِهِ عَلَی المِلَلِ کُلِّهَا وَدَوَامِ شَرِیعَتِهِ إِلٰی آخِرِ الدَّهرِ وَنِهَایَتِهِ وَعَلٰی آلِهِ الکِرَامِ وَجَمِیعِ صَحَابَتِهِ وَعَلَی التَّابِعِینَ لَهُم إِلٰی یَومِ الدِّینِ بِإِحیَاءِ سُنَّتِهِ. أَمَّا بَعدُ:

جب سے سائنس وٹیکنالوجی ترقی کی راہ پر گامزن ہو چکا ہے، اور دنیا رفتہ رفتہ ایک گلوبل ویلیج کی صورت اختیار کر چکی ہے، تو بہت سارے فقہی مسائل جو امتِ مسلمہ کے متفق علیہ تھے، اب آن کی آن میں پوری دنیا میں خبر پھیلنے کی وجہ سے مختلف فیہ بن گئے، بلکہ بہ تکلف ان میں اختلاف پیدا کیا گیا، جن میں ایک اہم مسئلہ یومِ عرفہ کے روزہ کا بھی ہے۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ یومِ عرفہ کا روزہ رکھنے کے بہت فضائل نصوص میں وارد ہوئی ہیں، البتہ اختلاف اس میں ہے کہ یومِ عرفہ چونکہ حج کے اہم ایام میں سے ہے، تو کیا پوری دنیا میں یومِ عرفہ سعودی عرب کے اعتبار سے ہوگا، یا اس میں ہر ملک کے اختلافِ مطالع کا اعتبار ہوگا، چنانچہ پچھلے کئی سالوں سے اس میں عوام وخواص دونوں کا آپس میں اختلاف دیکھ کر شدت سے اس کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی کہ اس موضوع پر تحقیقی کام کیا جائے، لیکن گوناگوں مصروفیات اس تحقیقی کام میں مخل بنتی گئیں، لیکن اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا کرم واحسان ہے کہ وقفے وقفے سے اس پر کام کرنے کی توفیق ملتی گئی، اور ایک سال سے زائد عرصہ اس کتاب کے مرتب ہونے پر لگا۔ پاکستان کے نامور دارالافتاؤں کو چھ سوالات

پر مشتمل ایک استفتاء بھی لکھ کر بھیجا گیا، ان دارالافتاؤں نے ماشاء اللہ تحقیقی کام سرے جوابات ارسال فرمائے، ان استفتاءات نے بھی اس کتابچہ کو زینت بخشی۔ علاوہ ازیں محققین کی رائے گرامی کو بھی اس میں شامل کیا گیا، تاکہ یہ تحقیقات کتاب کو چار چاند لگائیں۔ یوں ایک کتابچہ اب آپ حضرات کے ہاتھوں میں ہے۔ اس سے مقصود امت مسلمہ میں موجود انتشار (جس کی بنیاد لاعلمی ہے) کو ختم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ راقم الحروف اگرچہ خود اپنی کوئی حیثیت نہیں رکھتا، چہ جائیکہ اپنی رائے کو ترجیح دے دے، تاہم اس کتاب میں اکابر حضرات کی آراء موجود ہیں، جن کی علمی عظمت کے عرب وعجم معترف ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس حقیر کاوش کو اپنے دربارِ عالیہ میں قبول فرمائے اور امت مسلمہ کے لیے اتفاق واتحاد کا سبب بنائے۔

اَللّٰھُمَّ أَرِنَا الحَقَّ حَقًّا وَأَلْھِمنَا اتِّبَاعَهُ، وَأَرِنَا البَاطِلَ بَاطِلًا وَأَلْھِمنَا اجتِنَابَهُ.

خادمِ لاالٰہ الااللہ محمدرسول اللہ

محمد یونس قاسمی

جامعہ مدنیہ ہنگو

یوم عرفہ کی وجہ تسمیہ

یاد رہے کہ عرفہ اور عرفات ایک ہی مقام کا نام ہے۔ مکہ مکرمہ سے عرفات کا فاصلہ تقریباً نو میل، یعنی: چودہ کلومیٹر ہے، اور عرفات، مکہ مکرمہ کے مشرق میں واقع ہے۔ مشرق تا مغرب اس کی لمبائی تقریباً سات تا آٹھ میل ہے۔ اسی میں جبل رحمت ہے جو کہ عام طور پر جبل عرفات کے نام سے معروف ومشہور ہے۔

یوم عرفہ کی وجہ تسمیہ کے بارے میں مختلف اقوال ہیں، ذیل میں تفصیل ملاحظہ فرمائیں:

قول نمبر:1

بعض محققین کا خیال ہے کہ اسی مقام پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مناسکِ حج سکھائے تھے، جو انہوں نے جان لیے تھے، اسی جاننے کا نام عرفہ ہے۔ جیسا کہ شہاب الدین یاقوت الحموی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

وقيل في سبب تسميتها بعرفة؛ إن جبرائيل عليه السّلام عرّف إبراهيم عليه السلام المناسك، فلما وقفه بعرفة، قال له: عرفت؟، قال: نعم! فسميت

عرفة (معجم البلدان: ٤/ ١٠٤، باب العين و الراء ومابيهما، عرفات)

قول نمبر:2

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آٹھ ذی الحجہ کو خواب دیکھا کہ وہ اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کررہے ہیں، تو آپ علیہ السلام کو خواب کے اللہ تعالی کی طرف سے ہونے یا نہ ہونے میں کچھ تردد ہوا۔ پھر نو ذی الحجہ کو دوبارہ یہی خواب دیکھا تو ان کو یقین ہوگیا کہ یہ خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ہے اور وحی بھی ہے۔ چونکہ یہ معرفت اور یقین حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نو ذی الحجہ کو حاصل ہوا تھا، اسی وجہ سے نو ذی الحجہ کو "یوم عرفہ" کہا جاتا ہے۔ چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطیؒ اپنی تفسیر میں نقل کرتے ہیں:

عَن ابن عَبّاس رَضِي اللّٰه عَنهُمَا، قَالَ: إنّمَا سميت تروية وعرفة لِأن إبرَاهِيم عَلَيهِ السّلَام أتَاهُ الوَحي فِي مَنَامه: أن يذبح ابنه فَرَأى فِي نَفسه أمن الله هَذَا أم مِن الشّيطَان فاصبح صَائمًا، فَلَمّا كَانَ لَيلَة عَرَفَة، أتَاهُ الوَحي فَعرف أنه الحق من ربه فسميت عَرَفَة. (الدرالمنثور: ١١١/٧، سورة الصافات، آيت نمبر: ١٠٢)

قول نمبر:3

ایک قول یہ بھی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حواء علیہا السلام جنت سے اتارے جانے کے بعد اسی مقام پر ایک دوسرے سے ملے اور آپس میں تعارف ہوا تھا۔ ابو حفص عمر الدمشقی النعمانی اپنی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں:

وقَال الضّحّاكِ: إنّ آدم وحَوّاء عليهما السلام التَقَيَا بعرَفة فعرَفَ كلُّ وَاحِدٍ مِنهُما صاحِبُه؛ فسُمّي اليوم عَرَفَة والمَوضِع بعَرَفَاتٍ.......فلمّا أمَر الله تعالى آدم عليه السّلام بالحجّ لقي حواء بعَرَفَاتٍ فتعارفا قاله ابن عبّاس.

(اللباب في علوم الكتاب: ٣/٤١٥، سورة البقرة، آیت نمبر: ١٩٨)

قول نمبر:4

بعض کے ہاں اس مقام پر حج کے موقع سے لوگ اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں، اس لیے یوم عرفہ کہلاتا ہے۔لہذا یاقوت الحموی لکھتے ہیں:

ويقال: إن الناس يعترفون بذنوبهم في ذلك الموقف.(معجم البلدان: ٤/١٠٤، باب العين والراء ومايليها، عرفات)

قول نمبر:5

نو ذی الحجہ کو حجاج کرام چونکہ میدانِ عرفات میں وقوف کے لیے جاتے ہیں، اس مناسبت سے نو ذی الحجہ کو یوم عرفہ کہتے ہیں۔

وعرفات الموضع الذی يقف الحاج به يوم عرفة. (عمدة القاری شرح صحيح البخاري: ٢/٢٥٩، كتاب الوضوء، باب اسباغ الوضوء)

قول نمبر:6

بعض محققین کے ہاں یہ "عرف" (عین کے زیر کے ساتھ) سے ماخوذ ہے، جو "صبر" کے معنی میں ہے، یہاں تک پہنچنے میں جو آبلہ پائی کرنی ہوتی ہے اور اس پر "صبر" کی راہ اختیار کی جاتی ہے، اسی سبب یہ عرفہ یا عرفات کہلاتا ہے۔یاقوت الحموی رقمطراز ہیں:

وقيل: بل سمى بالصبر على ما يكابدون فی الوصول إليها لأن العرف الصبر.(معجم البلدان: ٤/١٠٤، باب العين والراء ومايليها، عرفات)

قول نمبر:7

ایک قول یہ بھی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام اور آپ علیہ السلام کی ماں ہاجرہ علیہا السلام کو مکہ مکرمہ چھوڑ کر شام تشریف لے گئے

تھے، اور کئی سالوں تک دونوں کی ملاقات نہیں ہوئی تھی، پھر یوم عرفہ کو عرفات کے مقام پر دونوں کی ملاقات ہوئی تھی، اسی وجہ سے اس دن کو یوم عرفہ کہتے ہیں۔ ابو حفص عمر الدمشقی النعمانیؒ لکھتے ہیں:

وقيل: إن إبراهيم عليه السلام وضَعَ ابنه إسماعيل وأمّه هاجر بمكّة، ورجع إلى الشّام، ولم يَلتَقِيا سِنين، ثم التَقَيا يوم عَرَفَة بِعَرَفَات. (اللباب في علوم الكتاب: ٣/٤١٥، سورة البقرة، آيت نمبر: ١٩٨)

قول نمبر:8

بعض کے ہاں اس کو یوم عرفہ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس دن حُجاج کرام میدانِ عرفات میں وقوف کے دوران ایک دوسرے کو پہچان لیتے ہیں، اور ایک دوسرے تعارف کرواتے ہیں۔ چنانچہ ابو حفص عمرؒ لکھتے ہیں:

وقيل: إن الحجاج يتعارَفُون بعَرَفَاتٍ إذا وَقَفُوا. (اللباب في علوم الكتاب: ٣/٤١٥، سورة البقرة، آيت نمبر: ١٩٨)

قول نمبر:9

بعض محققین کے ہاں اللہ تعالیٰ اس دن حجاج کرام کی طرف رحمت اور مغفرت کے ساتھ خصوصی توجہ فرماتے ہیں۔ صاحب اللباب فی علوم الکتاب لکھتے ہیں:

وقيل: إنّه تبارك وتعالى يتعرّف فيه إلى الحُجّاجِ بالمَغفِرة والرّحمة. (اللباب في علوم الكتاب: ٣/٤١٥، سورة البقرة، آيت نمبر: ١٩٨)

قول نمبر:10

بعض مفسرین کے ہاں عرفہ مشتق ہے "العَرفُ" سے، جو کہ ایک خوشبو کا نام ہے۔ یہ قول بھی صاحب اللباب نے اپنی تفسیر میں نقل کی ہے:

وقیل: مشتقّة من العَرف، وهو الرائحة الطيبة. (اللباب في علوم الكتاب: ٤١٥/٣، سورة البقرة، آیت نمبر: ١٩٨)

ان مذکورہ بالا وجہوں کے علاوہ اور وجوہات بھی ہیں، لیکن تطویل کے خوف سے باقی وجوہات نہیں لکھے، تاہم اکثر حضرات کو چونکہ ان وجوہات کا پتہ نہیں، تو وہ حضرات یومِ عرفہ کو سعودی حکومت کے ساتھ خاص کر کے عوام الناس کو تشویش میں مبتلا کرتے ہیں۔ اس کے بارے میں تفصیلی بحث آگے آرہی ہے۔ ان شاء اللہ

یومِ عرفہ کے روزے کے فضائل

قرآن کریم سے ایک جھلک

ذی الحجہ کی نو تاریخ ''یومِ عرفہ'' کہلاتی ہے۔ یوم عرفہ کے فضائل کثرت سے احادیث مبارکہ میں وارد ہوئے ہیں۔ مفسرین کرام کے ہاں بھی بعض روایات کے مطابق یوم عرفہ کا تذکرہ قرآن کریم کی بعض آیات سے اشارۃً معلوم ہوتا ہے، جو کہ اس بات کی دلیل ہے کہ یوم عرفہ یقیناً خیر و برکت کا دن ہے۔

آیت نمبر: 1

﴿وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ﴾ (سورۃ الفجر: ۳)

ترجمہ: قسم ہے جفت اور طاق کی۔

یہاں قرآن کریم کے الفاظ میں یہ متعین نہیں ہے کہ شفع و وتر سے کیا مراد ہے؟ اس لیے ائمہ تفسیر کے اقوال اس میں بے شمار ہیں، مگر اس سلسلہ میں علامہ قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک حدیثِ مرفوع نقل کرتے ہیں، جو ابوالزبیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے:

وَقَالَ جَابِرُ بنُ عَبدِ اللّٰهِ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ: وَالفَجرِ وَلَيَالٍ عَشرٍ، قَالَ: هُوَ الصُّبحُ، وَعَشرُ النَّحرِ، وَالوَترُ يَومَ عَرَفَةَ، وَالشَّفعُ: يَومُ النَّحرِ. وَهُوَ قَولُ ابنِ عَبَّاسٍ وَعِكرِمَةَ. وَاختَارَهُ النَّحَّاسُ. وَقَالَ: حَدِيثُ أَبِي الزُّبَيرِ عَن جَابِرٍ هُوَ الَّذِي صَحَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ أَصَحُّ إِسنَادًا مِن حَدِيثِ عِمرَانَ بنِ حُصَينٍ. فَيَومُ عَرَفَةَ وَترٌ؛ لِأَنَّهُ تَاسِعُهَا، وَيَومُ النَّحرِ شَفعٌ؛ لِأَنَّهُ عَاشِرُهَا. (تفسير القرطبي: ۲۰/۴۰، سورة الفجر: ۳، دار الكتب المصرية القاهرة)

ترجمہ: جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فجر سے مراد صبح اور عشر سے مراد عشرۂ نحر (ذی الحجہ کا پہلا عشرہ ہے، جس میں یوم نحر بھی ہے)، اور وتر سے مراد عرفہ کا دن اور شفع سے مراد یوم النحر (دسویں ذی الحجہ) ہے۔ یہی قول حضرت ابن عباس وحضرت عکرمہ رضی اللہ عنہما کا ہے اور نحاس رحمہ اللہ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔

علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں: حدیث ابوالزبیر جو کہ جابر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے اسناد کے اعتبار سے اصح ہے اس حدیث سے جو عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ پس یوم عرفہ، وتر ہے، کیونکہ یہ نواں دن ہے اور یوم نحر، شفع ہے، کیونکہ یہ دسواں دن ہے۔

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تفسیر "تفسیر ابن کثیر" میں لکھا ہے:

أَنَّ الوَترَ يَومُ عَرَفَةَ لِكَونِهِ التَّاسِعَ وَأَنَّ الشَّفعَ يَومُ النَّحرِ لِكَونِهِ العَاشِرَ.

(تفسير ابن كثير: ۸/۳۸۲، سورة الفجر: ۳، دار الكتب العلمية ـ بيروت)

ترجمہ: وتر سے مراد عرفے کا دن ہے، کیونکہ یہ نویں تاریخ ہوتی ہے، تو شفع سے مراد دسویں تاریخ (بقرعید کا دن) ہوتی ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا ہے، اور اسے صحیح قرار دیا ہے:

وَأُخرِجَ عَن ابنِ عَبَّاسٍ مِن طَرِيقٍ صَحِيحَةٍ أَنَّهُ قَالَ الوِترُ يَومُ عَرَفَةَ وَالشَّفعُ يَـومُ الـذَّبحِ. (فتح الباري شرح صحيح البخاري: ٦/٣٦٥، قَولُهُ بَابُ خَلقِ آدَمَ وَذُرِّيَّتِهِ، دار المعرفة - بيروت)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ وتر سے مراد عرفہ کا دن اور شفع سے مراد قربانی کا دن ہے۔

آیت نمبر: 2

﴿وَشَاهِدٍ وَمَشهُودٍ﴾ (سورة البروج: ٣)

ترجمہ: اور حاضر ہونے والے کی اور اس کی جس کے پاس حاضر ہوں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع روایت منقول ہے:

عَن أَبِي هُرَيرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ: اليَـومُ الـمَـوعُـودُ يَومُ القِيَامَةِ، وَاليَومُ المَشهُودُ يَومُ عَرَفَةَ، وَالشَّاهِدُ يَومُ الجُمُعَةِ، وَمَا طَلَعَتِ الشَّمسُ وَلَا غَرَبَت عَلَى يَومٍ أَفضَلَ مِنهُ فِيهِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا عَبدٌ مُؤمِنٌ يَدعُو اللَّهَ بِخَيرٍ إِلَّا استَجَابَ اللَّهُ لَهُ وَلَا يَستَعِيذُ مِن شَيءٍ إِلَّا أَعَاذَهُ اللَّهُ مِنهُ. (سنن الترمذي: ٥/٤٣٦، رقم الحديث: ٣٣٣٩، أبواب تفسير القرآن، بَاب وَمِن سُورَةِ البُرُوجِ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: الیَومُ المَوعُودُ قیامت کا دن، المَشہُودُ عرفہ کا دن اور الشَّاھِدُ جمعہ کا دن ہے۔ جمعہ کی ایک ساعت ایسی آتی ہے کہ اگر اس میں کوئی بندہ مومن اللہ تعالیٰ سے کوئی دعائے خیر کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرماتے ہیں اور جس شر سے پناہ مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اس شر سے اس کو پناہ عطا فرماتے ہیں۔

اس آیت مبارکہ میں بعض مفسرین کے ہاں "مَشہُود" سے مراد یوم عرفہ ہے۔

آیت نمبر: 3

﴿وَأَذَانٌ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ أَنَّ اللَّهَ بَرِيءٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَرَسُولُهُ﴾ (سورة التوبة: ۳)

ترجمہ: اور سنا دینا ہے اللہ کی طرف سے اور اُس کے رسول کی لوگوں کو دن بڑے حج کے کہ اللہ الگ ہے مشرکوں سے اور اُس کا رسول۔ (تفسیر عثمانی: ۲۴۴، بیت القرآن اکوڑہ خٹک)

علامہ بغوی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی تفسیر میں اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں:

وَاختَلَفُوا فِي يَومِ الحَجِّ الأَكبَرِ، رَوَى عِكرِمَةُ عَن ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّهُ يَومُ عَرَفَةَ. وَرُوِيَ ذَلِكَ عَن عُمَرَ بنِ الخَطَّابِ وَابنِ الزُّبَيرِ، وَهُوَ قَولُ عَطَاءٍ وَطَاوُسٍ وَمُجَاهِدٍ وَسَعِيدِ بنِ المُسَيَّبِ. (معالم التنزيل في تفسير القرآن المعروف بتفسير البغوي لمحيي السنة البغوي الشافعي: ۳۱۷/۲، سورة التوبة، دار إحياء التراث العربي - بيروت)

ترجمہ: مفسرین کا یوم حج اکبر کے بارے میں اختلاف ہے۔ حضرت عکرمہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ اس سے مراد یوم عرفہ ہے۔ یہی قول

حضرت عمر بن خطاب، حضرت ابن زُبیر رضی اللہ عنہما، ورحضرت عطاء، حضرت طاؤس، حضرت مجاہد اور حضرت سعید بن مسیب رحمہم اللہ تعالیٰ کا ہے۔

یوم عرفہ کے روزے کی فضیلت کے بارے میں احادیث مبارکہ کا انمول مجموعہ

ذیل میں چند احادیث مبارکہ بھی ملاحظہ فرمائیں:

گزشتہ دو سال اور آئندہ دو سال کے گناہوں کا کفارہ:

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَومُ يَومِ عَرَفَةَ يُكَفِّرُ سَنَتَيْنِ مَاضِيَةً وَمُسْتَقْبَلَةً، وَصَومُ عَاشُورَاءَ يُكَفِّرُ سَنَةً مَاضِيَةً. (مسند أحمد: ٣٧/ ٢٢١، رقم الحديث: ٢٢٥٣٥، مسندُ الأنصار، حديث أبي قتادة الأنصاري)

ترجمہ: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "عرفہ کے دن کا روزہ رکھنا گزشتہ دو سال اور آئندہ دو سال کے گناہوں کا کفارہ ہے یوم عاشورا (دس محرم الحرام) کا روزہ رکھنا گزشتہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہے"۔

گزشتہ ایک سال اور آئندہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَومُ يَومِ عَرَفَةَ كَفَّارَةُ السَّنَةِ المَاضِيَةِ وَالسَّنَةِ المُسْتَقْبَلَةِ.

(المعجم الأوسط: ٢/ ٣٠٨، رقم الحديث: ٢٠٦٥، باب الألف)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عرفہ کے دن روزہ رکھنا گزشتہ ایک سال اور آئندہ کے ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہے"۔

یوم عرفہ کا روزہ.....رسول اللہ ﷺ کی امید:

عَن أَبِي قَتَادَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ: صِيَامُ يَومِ عَرَفَةَ، إِنِّي أَحتَسِبُ عَلَى اللّٰهِ أَن يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبلَهُ وَالَّتِي بَعدَهُ. (سنن ابن ماجه: ١/٥٥١، رقم الحديث: ١٧٣٠، كتاب الصيام، باب صيام يوم عرفة)، وهكذا رواه مسلم في صحيحه (رقم الحديث: ١١٦٢)، وأبو داود في سننه (رقم الحديث: ٢٤٢٥)، والترمذي في جامعه (رقم الحديث: ٧٤٩).

ترجمہ: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عرفہ کے دن کا روزہ رکھنا، بے شک میں اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھتا ہوں کہ وہ (روزہ) گزشتہ ایک سال اور آئندہ ایک سال کے لیے گناہوں کا کفارہ ہو“۔

یوم عرفہ کا روزہ..... ہزار روزوں کے برابر:

عَن عَائِشَةَ، قَالَت: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: صِيَامُ يَومِ عَرَفَةَ كَصِيَامِ أَلفِ يَومٍ. (شعب الايمان: ٥/٣١٥، رقم الحديث: ٣٤٨٦، الصيام، تخصيص أيام العشر من ذي الحجة)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ”عرفہ کے دن روزہ رکھنا ایک ہزار دن کے روزہ کے برابر ہے“۔

دو سال کے روزوں کے برابر:

عَن عَبدِ اللّٰهِ بنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ: صَومُ يَومِ عَرَفَةَ يَعدِلُ سَنَتَينِ: سَنَةٌ مُتَقَبِّلَةٌ، وَسَنَةٌ مُتَأَخِّرَةٌ.

(الفوائد: ٢/٢٢٢، رقم الحديث: ١٥٨٣، ومن أحاديث جناح بن عباد مولى الوليد بن عبد الملك رواية حماد بن صالح مولى بني أمية عنه)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عرفہ کے دن روزہ رکھنا دو سالوں کے روزوں کے برابر ہے ایک سال آئندہ اور ایک سال گزشتہ"۔

ایک سال گزشتہ اور ایک سال آئندہ کے گناہوں کی بخشش:

عَنْ قَتَادَةَ بْنِ النُّعْمَانِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ صَامَ يَوْمَ عَرَفَةَ غُفِرَ لَهُ سَنَةٌ أَمَامَهُ وَسَنَةٌ بَعْدَهُ.

(سنن ابن ماجه: ١/٥٥١، رقم الحديث: ١٧٣١، كتاب الصيام، باب صيام يوم عرفة)

ترجمہ: حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "جس شخص نے عرفہ کے دن روزہ رکھا تو اللہ تعالیٰ اس کے دو سالوں کے گناہوں کی بخشش فرمادیتے ہیں، ایک سال آئندہ کے گناہ اور ایک سال گزشتہ سال کے گناہ"۔

یوم عرفہ کا روزہ.....دو سال کے گناہوں کا کفارہ:

"صَوْمُ يَوْمِ التَّرْوِيَةِ كَفَّارَةُ سَنَةٍ وَصَوْمُ يَوْمِ عَرَفَةَ كَفَّارَةُ سَنَتَيْنِ"

رَوَاهُ أَبُو الشَّيْخِ فِي الثَّوَابِ، وَابنُ النجار عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ.

(الفتح الكبير في ضم الزيادة إلى الجامع الصغير: ٢/١٨٣، رقم

الحديث: ٧٢٨٠، حرف الصاد)

ترجمہ: یوم الترویہ (ذوالحجہ کی آٹھویں تاریخ) روزہ رکھنا ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہے، اور عرفہ کے دن (نویں ذی الحجہ) روزہ رکھنا دو سالوں کے گناہوں کا کفارہ ہے۔

دوسال کے گناہوں کا کفارہ:

عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ رَضِي اللهُ عَنهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ: مَن صَامَ يَومَ عَرَفَةَ كَانَ لَهُ كَفَّارَةُ سَنَتَين. (المعجم الكبير للطبراني: ٧٢/١١، رقم الحديث: ١١٠٨١، باب العين، مجاهد عن ابن عباس)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے عرفہ (نویں ذوالحجہ) کا روزہ رکھا تو وہ اس کے لیے دوسال کے گناہوں کا کفارہ ہے''۔

مسلسل دوسال کے گناہوں کی بخشش:

عَن سَهلِ بنِ سَعدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ: مَن صَامَ يَومَ عَرَفَةَ غُفِرَ لَهُ ذَنبُ سَنَتَينِ مُتَتَابِعَتَينِ. (المعجم الكبير للطبراني: ١٧٩/٦، رقم الحديث: ٥٩٢٣، باب السين)

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے عرفہ کا روزہ رکھا تو اس کے مسلسل دوسالوں کے گناہ بخش دیے جائیں گے''۔

گزشتہ سال کے گناہوں کا کفارہ:

أخبرنا عطاءٌ الخُرَاسانِيُّ أنّ عبدَ الرَّحمَنِ بنَ أبي بَكرٍ دَخلَ عَلَى عَائشةَ يَومَ عَرَفَةَ، وَهِيَ صَائمَةٌ وَالمَاءُ يُرَشُّ عَلَيهَا، فَقَالَ لَهَا عَبدُ الرَّحمَنِ: أفطِرِي فَقَالَت: أُفطِرُ وَقَد سَمِعتُ رَسُولَ اللّهِ صَلَّى اللّهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إنَّ صَومَ يَومِ عَرَفَةَ يُكَفِّرُ العَامَ الَّذِي قَبلَهُ.

(مسند احمد: ۴۱/۴۳۸، رقم الحدیث: ۲۴۹۷۰، مسند النساء، مسند الصدیقة عائشة بنت الصدیق رضی الله عنها)

ترجمہ: عطاء خراسانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اپنی بہن عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر داخل ہوئے، وہ عرفہ کا دن تھا، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روزے سے تھیں، اور ان پر پانی ڈالا جا رہا تھا، عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ آپ روزہ کھول لیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کیا روزہ ختم کردوں، حالانکہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ یوم عرفہ کے دن روزہ رکھنا گزشتہ سال (کے گناہوں) کا کفارہ بن جاتا ہے۔

یوم عرفہ کا روزہ.... سال کے روزوں کے برابر:

سأل رجلٌ عبدَالله بن عمر عن صَومِ يومِ عَرَفَةَ، قال: كنّا نَعدِلُهُ ونحنُ مع رسول اللّه صلى اللّه عليه وسلم، بصَومِ سَنَةٍ. (المعجم الكبير للطبراني: ۱۳/۸۵، رقم الحديث: ۱۳۷۲۳، مسند عبدالله بن عمر بن خطاب)

ترجمہ: ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یوم عرفہ کے روزہ

کے بارے میں پوچھا، تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عرفہ کے دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر سمجھتے تھے''۔

ایک روزہ.....دو سال کے روزوں کے برابر:

وسُئِلَ عن صومِ يومِ عرفةَ، فقال: يكفّر السنةَ الماضيةَ، والباقيةَ. (كنز العمال: ۸/۶۴۹، رقم الحديث: ۲۴۵۶۵، كتاب الصوم، فصل في صوم النفل)

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یوم عرفہ کے روزہ کے بارے میں پوچھا گیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''عرفہ کے دن روزہ رکھنا امسال اور اس کے بعد والے سال (دو سال) روزہ رکھنے کے برابر ہے''۔

حاجی کے لیے یوم عرفہ کے روزہ کا حکم

سوال:

صوم یوم عرفہ واقفین عرفہ (میدانِ عرفہ میں وقوف کرنے والے حجاج کرام) کے واسطے جائز ہے یا نہ؟

حدیث سے تو ثابت ہے کہ عرفہ میں نبی کریم ﷺ نے افطار کیا، کما في الترمذي: "عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ أَفطَرَ بِعَرَفَةَ وَأَرسَلَت إِلَيهِ أُمُّ الفَضلِ بِلَبَنٍ فَشَرِبَ". (سنن الترمذی: ۳/۱۱۵، رقم الحدیث: ۷۵۰، ابواب الصوم، باب کرهية صوم بيوم عرفة)، اسی طرح اکثر حدیث اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ واقفین عرفہ کے لیے روزہ رکھنا اچھا نہیں؛ "ليقتوى به الرحل على الدعاء"، اور جو بعض اہل علم نے روزہ کو اُن کے واسطے جائز رکھا اس پر ہمارا عمل ہے۔اس کی تحقیق تحریر کریں۔

جواب:

صوم یوم عرفہ حاجی کے لئے اگر اندیشہ ضعف کا نہ ہو بلا کراہت مستحب ہے۔اگر

اندیشہ ضعیف کا ہو مکروہ ہے۔

في الدر المختار: في الصيام المستحبة وعرفة، ولو لحاج لم يضعفه الخ. قَولُهُ: لَم يُضعِفهُ صِفَةٌ لِحَاجٍّ أي: إن كَانَ لَا يُضعِفُهُ عَن الوُقُوفِ بِعَرَفَاتٍ و لَا يُخِلُّ بِالدَّعَوَاتِ. مُحِيطٌ. فَلَو أَضعَفَهُ كُرِه. (ردّ المحتار: ٢/٨٣)

والله أعلم، أقول وعليه يحمل إفطار رسول الله ﷺ و تحريصه عليه مطلقاً.

(بحوالہ: امداد الفتاوی: ۲/۱۳۰، ۱۳۱، حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ، طبع جدید جولائی ۲۰۱۰ء، مکتبہ دار العلوم کراچی)

جب کہ فتاوی حقانیہ میں لکھا ہے:

سوال:

احادیث مبارکہ میں یوم عرفہ کا روزہ رکھنا منقول ہے، کیا یہ حکم حاجی کے لیے بھی ہے یا نہیں؟

جواب:

یوم عرفہ کا روزہ رکھنا شرعاً مسنون ہے، اور یہ حکم سب کے لیے یکساں ہے، البتہ اگر حاجی کو روزہ رکھنے سے ضعف لاحق ہو جائے جس کی وجہ سے مناسک حج میں خلل واقع ہونے کا احتمال ہو تو اس صورت میں عرفہ کے دن کا روزہ رکھنا مکروہ ہے۔

قال العلامة الحصكفيؒ: المستحبة وعرفة ولو لحاج لم يضعفه ....الخ. قال ابن عابدين: قَولُهُ: لَم يُضعِفهُ صِفَةٌ لِحَاجٍّ أى إن كَانَ لَا يُضعِفُهُ عَن الوُقُوفِ بِعَرَفَاتٍ وَلَا يُخِلُّ بِالدَّعَوَاتِ مُحِيطٌ فَلَو أَضعَفَهُ كُرِه. (رد المحتار: ٢/ ٩١، كتاب الصوم)

(بحوالہ فتاویٰ حقانیہ: ۴/۱۵۰، شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب ودیگر مفتیان
کرام دارالعلوم حقانیہ، ناشر دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک)

یوم عرفہ کے بارے میں مختلف فتاوی جات

فتوی نمبر:1
یوم عرفہ کا صحیح مصداق کون سا دن ہے؟

''منتخبات نظام الفتاویٰ'' میں ''یوم عرفہ کا صحیح مصداق کون سا دن ہے؟'' کے تحت درج ذیل سوال وجواب درج ہے:

سوال:

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اِس مسئلہ میں کہ: حدیث شریف میں جو یوم عرفہ کی فضیلت وارد ہوئی ہے، اس کا صحیح مصداق کون سا دن ہے؟ جب کہ دیکھنے میں آتا ہے کہ مثلاً: سعودی عرب میں جس دن یوم عرفہ ہوتا ہے اس کے تقریباً دو دن بعد ہمارے ملک میں یوم عرفہ ہوتا ہے (ذی الحجہ کی نویں تاریخ)۔ہم اپنے حساب سے یوم عرفہ شمار کرتے ہیں، اس تفاوت کی بنا پر یہ پوچھنے کی ضرورت پیش آئی کہ یوم عرفہ کا مصداق ثواب کے اعتبار سے کون سا دن ہے؟ براہ کرم جواب عنایت فرما کر مشکور وممنون فرمائیں۔

جواب:

اِس کا صحیح مصداق سمجھنے کے لیے پہلے یہ سمجھیے کہ حقیقت تسلیم شدہ عند الکل ہے کہ جناب باری تعالیٰ کے رحم وکرم وفضل خصوصی کی توجہ پورے بساطِ ارض پر گوشہ گوشہ میں ہمیشہ قائم ودائم رہتی ہے، جیسا کہ ان احادیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر باری سُبحانہ وتعالیٰ محض عدل کا معاملہ فرمائیں تو عالم بالکل ہی نہ رہے، بلکہ سارا عالم ختم وبھسم ہو جائے۔ ان تمام ترحمات کے باوجود پھر انسانی وبشری ضعف پر نظر فرماتے ہوئے اس کے آخرت میں ترقی وفلاح حاصل کرنے کے لیے ایک ضابطہ مقرر فرما کر بعض مہینوں، بعض دنوں، بعض تاریخوں اور بعض اوقات کو متعین فرما دیا کہ جو پائے گا وہ اپنی آخرت بنالے گا اور سنوار لے گا، اور ان متعینہ اوقات کو بندہ کے پانے کے لیے ایک ضابطہ مقرر فرما دیا کہ اس کے مطابق پا سکتے ہو، مثلاً: ماہِ رمضان مبارک کہ اس کی فضیلت " من صام رمضان ایماناً واحتساباً غفر له ماتقدم من ذنبه الخ "، پھر اس کی پانے کے لیے یہ ضابطہ فرمایا، ان آیات میں ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ (سورة البقرة:١٨٥). پہلے ماہِ رمضان کی اہمیت ظاہر کر کے اس کی فضیلت پانے کا یہ ضابطہ ﴿فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ متعین فرما دیا، پس جو شخص ماہِ رمضان کا شہود کر لے: دیکھ لے اس کو روزہ رکھ کر اس کی فضیلت حاصل کرنا چاہیے اور شہودِ ماہِ رمضان کی شرح تفسیر واحادیث پاک میں یہ آتی ہے کہ "صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ" (متفق علیه)، اور "لَا تَصُومُوا حَتَّى تَرَوُا الْهِلَالَ وَلَا تُفْطِرُوا حَتَّى تَرَوْهُ" (متفق علیه)، اور ہلال نام صرف اس چاند کا ہے جو ہر ماہ و شہر میں دو دن چاند کے غائب ہونے کے بعد نظر آتا ہے، پس انہیں دنوں میں اس کے دیکھنے کا اعتبار ہے۔

پھر حدیث پاک میں آیا ہے: "الشَّهرُ هٰكَذا وَهٰكَذا يَعني مَرَّةً تِسعَةً وَعِشرِينَ وَمَرَّةً ثَلاثِينَ" (الصحيح للبخاري: ٢٧/٣، رقم الحديث: ١٩١٣، كتاب الصوم).

پس مہینہ انہی دو طریقوں میں دائر رہتا ہے، پس جس طرح تیس دن سے زیادہ نہیں ہوسکتا، اسی طرح انتیس دن سے کم نہیں ہوسکتا۔ پس اگر ۲۹ ویں تاریخ سے قبل کسی بھی جگہ، یا شہر میں رؤیت ہلال ہوجائے، وہ اس حدیث پاک کے خلاف ہونے کی وجہ سے معتبر نہ ہوگی اور روزہ رکھنا صحیح نہ ہوگا، بلکہ اگر کوئی رکھے گا، تو "لَا تَصُومُوا حَتّٰى تَرَوُا الهِلَالَ" والی حدیث، اور "لَا يَتَقَدَّمَنَّ أَحَدُكُم رَمَضَانَ بِصَومِ يَومٍ أَو يَومَينِ" (الصحيح للبخاري: ٢٨/٣، رقم الحديث: ١٩١٤، كتاب الصوم، باب لايتقدم رمضان بصوم يوم ولا يومين) کے خلاف کرنے کی وجہ سے گنہگار ہوگا، پس جس طرح ہمارے یہاں کی رؤیت کے اعتبار سے ماہ مبارک رمضان کی پہلی تاریخ متعین ہوکر رمضان کی فضیلتیں ہوتی ہیں، اسی طرح یومِ عرفہ کی تاریخ بھی ہمارے یہاں کی رؤیت ہلال کے اعتبار سے متعین و محقق ہوکر اسی دن کے مرویہ اعمال کرکے اس کی فضیلت حاصل کی جائے گی، بلکہ یہی حکم صومِ عاشورہ اور صومِ نفل وغیرہ سب میں جاری ہوگا۔

خلاصہ یہ ہے کہ محض اپنے خطہ کی تاریخ و دن کا اعتبار مذکورہ بالا اصول کے مطابق جاری ہوگا نہ کہ کسی اور خطہ کی تاریخ و دن کا خواہ سعودی عربیہ ہی کے اعتبار سے کیوں نہ ہو۔ فقط، واللہ أعلم بالصواب. (بحوالہ: منتخبات نظام الفتاوی: ۴/۲۱۳ تا ۲۱۵، مفتی نظام الدین اعظمی۔ مفتی دار العلوم دیوبند، انڈیا۔ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار، لاہور)

فتوی نمبر:2

یوم عرفہ کس دن؟

کتاب الفتاوی (مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب) میں "یوم عرفہ کس دن؟" کے تحت لکھا ہے:

سوال:

یوم عرفہ کو جو روزہ رکھنا مسنون ہے، ہندوستان والوں کے لیے اس سے کون سی تاریخ مراد ہوگی؟ سعودی عرب کے مطابق ۹/ ذی الحجہ کا دن، یا وہ دن جب ہندوستان میں ذی الحجہ کی نو تاریخ آتی ہو؟

جواب:

شریعت میں کسی دن، یا کسی تاریخ کی جو فضیلت منقول ہے، وہ اس علاقہ کے اعتبار سے ہے، جہاں انسان قیام پذیر ہو، مثلاً: ۱۰/ ذی الحجہ کو یوم نحر، یعنی: قربانی کا دن ہے، تو اب ظاہر ہے کہ پوری دنیا میں ہر جگہ کے لوگ اپنے علاقہ کے اعتبار سے ۱۰ ذی الحجہ کو قربان کریں گے اور عید کی نماز ادا کریں گے، نہ کہ سعودی عرب کے اعتبار۔ اگر سعودی کا اعتبار کیا جائے تو کہیں ۱۰ کے بجائے ۸ ذی الحجہ کو قربانی کرنی پڑے گی، اور کہیں ۱۲ ذی الحجہ کو، اگر یہ سوچا جائے کہ یوم عرفہ حجاج کے وقوف عرفہ کی یادگار ہے تو پھر یہ بھی خیال کیا جاسکتا ہے کہ یوم قربانی حجاج کی قربانی ہی کی نقل ہے، اس لیے قربانی بھی سعودی عرب ہی کے لحاظ سے ہونی چاہیے، مگر دراصل یہ سوچ ہی غلط ہے، اور اصل یہی ہے کہ ہر جگہ اسی مقام کی تاریخ کا اعتبار ہوگا، اسی لحاظ سے ۹ ذی الحجہ کو یوم عرفہ سمجھا جائے گا اور اس دن روزہ رکھنا مسنون ہوگا۔ (بحوالہ: کتاب الفتاوی: چوتھا حصہ، ص: ۴۹، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، زمزم پبلشرز، کراچی)

اسی مسئلہ کی مزید تحقیق کے لیے پاکستان کے نامور جامعات سے رابطہ کیا گیا، تاکہ یہ مسئلہ منقح ہو جائے، چنانچہ اس کے لیے ایک استفتاء لکھا گیا جو کہ چھ سوالات پر مشتمل ہے۔

الحمد للہ! مختلف جامعات نے مدلل جوابات دے کر اس مسئلہ پر خوب سیر حاصل بحث کی ہے۔ ذیل میں یہ فتاوی ملاحظہ فرمائیں:

فتوی نمبر: 3

جامعہ فاروقیہ کراچی کا فتوی

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اور مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

(۱) یوم عرفہ کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟

(۲) یوم عرفہ کو روزہ رکھنے کا شرعی حکم کیا ہے؟

(۳) یوم عرفہ کے روزہ رکھنے میں سعودی عرب یا کسی اور ملک کی رؤیت کا اعتبار ہوگا، یا اپنے ملک کی رؤیت کا اعتبار کیا جائے گا؟

(۴) اگر کوئی وقوف عرفہ (سعودی عرب کے 9 ذی الحجہ) کا اعتبار کر کے روزہ رکھے تو اس کا کیا حکم ہے؟

(۵) یوم عرفہ کے روزہ کے لیے سبب وقوف عرفہ ہے یا 9 ذی الحجہ؟

(۶) اگر اسلامی ملک میں عید الاضحیٰ ہو اور پاکستان میں 9 ذی الحجہ ہو اور کوئی روزہ رکھے تو کیا اس کو عید کے دن روزہ رکھنے سے تعبیر کرنا درست ہے یا نہیں؟

سائل: محمد یونس قاسمی (جامعہ مدنیہ ہنگو)

الجواب حامداً ومصلیاً:

(۱) واضح رہے کہ ایک قول کے مطابق جب آدم اور حواء علیہما السلام زمین پر

اُتارے گئے، تو کافی عرصے کے بعد عرفہ کے دن عرفات میں ایک دوسرے کے ساتھ ملاقات ہوئی، اور انہوں نے ایک دوسرے کو پہچان لیا، چنانچہ اس وقت سے اس دن کو یوم عرفہ کہتے ہیں۔

(۲) عرفہ کے دن روزہ رکھنا مستحب ہے۔

(۳،۴،۵) واضح رہے کہ یوم عرفہ کے روزہ رکھنے کا سبب نو(۹) ذوالحجہ ہے، لہذا اگر تمام ممالک میں ایک ہی دن میں چاند نظر آیا، تو ٹھیک ہے، ورنہ اپنے ملک کی رؤیت کے اعتبار سے نو(۹) ذوالحجہ کا روزہ رکھا جائے، اور اگر اپنے ملک کی رؤیت کا اعتبار نہیں کیا، تو پھر روزہ رکھنے کا جو استحباب اور فضیلت ہے، وہ باقی نہیں رہا، صرف عام نفلی روزے کی طرح ہوگا۔

(۶) نو(۹) ذوالحجہ کے روزے کو عید کے دن روزہ رکھنے سے تعبیر کرنا درست نہیں، اگر چہ کسی دوسرے ملک میں عید کیوں نہ ہو۔

لمافي أحكام القرآن للقرطبي:

وقيل: لأن آدم لما هبط وقع بالهند، وحواء بجدة. فاجتمعا بعد طول الطلب بعرفات يوم عرفة وتعارفا، فسمي اليوم عرفة والموضع عرفات.

وفيه أيضاً:

العاشرة: استحب أهل العلم صوم يوم عرفة إلا بعرفة....قال ابن المنذر: الفطر يوم عرفة بعرفات أحبّ إليّ اتباعاً لرسول الله صلى الله عليه وسلم، والصوم بغير عرفة أحبّ إلي لقول رسول الله صلى الله عليه وسلم، وقد سئل عن صوم يوم عرفة فقال: "يكفر السنة الماضية والباقية".

وقد روينا عن عطاء أنه قال: "من أفطر يوم عرفة ليتقوى على الدعاء فإن

لہ مثل أجر الصائم".(سورة البقرة، الآية: ۱۹۷،۱/ ۲۷۳.. ۲۷۷، داراحياء التراث العربي)، كذا في بدائع الصنائع: (كتاب الصوم، ۲/ ۵۹۰، دارالنشر)

وفيه أيضاً:

"هٰذَا إِذَا كَانَت المَسَافَةُ بَينَ البَلَدَينِ قَرِيبَةً لَا تَختَلِفُ فِيهَا المَطَالِعُ، فَأَمَّا إِذَا كَانَت بَعِيدَةً، فَلَا يَلزَمُ أَحَدَ البَلَدَينِ حُكمُ الآخَرِ؛ لِأَنَّ مَطَالِعَ البِلَادِ عِندَ المَسَافَةِ الفَاحِشَةِ تَختَلِفُ فَيُعتَبَرُ فِي أَهلِ كُلِّ بَلَدٍ مَطَالِعُ بَلَدِهِم دُونَ البَلَدِ الآخَرِ.

وَحُكِيَ عَن أَبِي عَبدِ اللّٰهِ بنِ أَبِي مُوسَى الضَّرِيرِ أَنَّهُ استُفتِيَ فِي أَهلِ إِسكَندَرِيَّةَ أَنَّ الشَّمسَ تَغرُبُ بِهَا وَمَن عَلَى مَنَارَتِهَا يَرَى الشَّمسَ بَعدَ ذٰلِكَ بِزَمَانٍ كَثِيرٍ، فَقَالَ: يَحِلُّ لِأَهلِ البَلَدِ الفِطرُ وَلَا يَحِلُّ لِمَن عَلَى رَأسِ المَنَارَةِ إِذَا كَانَ يَرَى غُرُوبَ الشَّمسِ؛ لِأَنَّ مَغرِبَ الشَّمسِ يَختَلِفُ كَمَا يَختَلِفُ مَطلَعُهَا فَيُعتَبَرُ فِي أَهلِ كُلِّ مَوضِعٍ مَغرِبُهُ".(كتاب الصوم، ۲/ ۶۰۰، دارالنشر)

وفي الدرالمختار:

"(وَاختِلَافُ المَطَالِعِ)، وَرُؤيَتُهُ نَهَارًا قَبلَ الزَّوَالِ وَبَعدَهُ، (غَيرُ مُعتَبَرٍ عَلَى) ظَاهِرِ (المَذهَبِ) وَعَلَيهِ أَكثَرُ المَشَائِخِ، وَعَلَيهِ الفَتوَى.(فَيَلزَمُ أَهلَ المَشرِقِ بِرُؤيَةِ أَهلِ المَغرِبِ) إِذَا ثَبَتَ عِندَهُم رُؤيَةُ أُولٰئِكَ بِطَرِيقٍ مُوجِبٍ.وقَالَ الزَّيلَعِيُّ: الأَشبَهُ أَنَّهُ يُعتَبَرُ لٰكِن، قَالَ الكَمَالُ: الأَخذُ بِظَاهِرِ الرِّوَايَةِ أَحوَطُ".

(كتاب الصوم، مطلب: في اختلاف المطالع، ۳/ ۳۱۷-۴۱۹، رشيدية).فقط

والله الهادي إلى الصواب

كتبه: فرمان الله بن پائندخان غفرلهما

المتخصص في الفقه الإسلامي

بالجامعة الفاروقية بكراتشي

٤/٢/١٤٤٠ھ.......١٤/١٠/٢٠١٨ء

فتوی نمبر:۱۵۲/۷۵-۷۲

فتویٰ نمبر:4

جامعہ دارالعلوم کراچی کا فتویٰ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اور مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

(۱) یوم عرفہ کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟

(۲) یوم عرفہ کو روزہ رکھنے کا شرعی حکم کیا ہے؟

(۳) یوم عرفہ کے روزہ رکھنے میں سعودی عرب یا کسی اور ملک کی رؤیت کا اعتبار ہوگا، یا اپنے ملک کی رؤیت کا اعتبار کیا جائے گا؟

(۴) اگر کوئی وقوف عرفہ (سعودی عرب کے ۹ ذی الحجہ) کا اعتبار کر کے روزہ رکھے تو اس کا کیا حکم ہے؟

(۵) یوم عرفہ کے روزہ کے لیے سبب وقوف عرفہ ہے یا ۹ ذی الحجہ؟

(۶) اگر اسلامی ملک میں عید الاضحیٰ ہو اور پاکستان میں ۹ ذی الحجہ ہو اور کوئی روزہ رکھے تو کیا اس کو عید کے دن روزہ رکھنے سے تعبیر کرنا درست ہے یا نہیں؟

سائل: محمد یونس قاسمی (جامعہ مدنیہ ہنگو)

الجواب حامداً و مصلیاً

(۱)..... حاجی ۹ ذی الحجہ کو عرفہ کے مقام پر وقوف کرتے ہیں اس لئے اس دن کو ''یوم عرفہ'' کہا جاتا ہے، اور اس جگہ کو ''عرفہ'' کہنے کی کئی وجوہات بیان کی گئی ہیں، جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

۱۔ دنیا میں اتارے جانے کے بعد حضرت آدم وحواء علیہما السلام اسی مقام پر ایک دوسرے سے شناسا ہوئے۔

۲۔ جبرائیل علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اسی جگہ مناسک حج

سکھائے۔

۳۔اس مقام پر لوگ اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں اور معافی مانگتے ہیں۔

غريب الحديث للحربي - (١/١٨٩)

وَقَولُهُ: نَهَى عَن صَومِ عَرَفَةَ بِعَرَفَةَ: يَومَ مَوقِفِ النَّاسِ بِعَرَفَةَ.

عمدة القاري شرح صحيح البخاري - (٤/٦٤)

وعرفات الموضع الذي يقف الحاج به يوم عرفة۔۔۔سميت به؛ لأن آدم عرف حواء بها فإن الله تعالى أهبط آدم بالهند وحواء بجدة فتعارفا في الموقف، أو؛ لأن جبريل عليه الصلاة والسلام عرف إبراهيم عليه الصلاة والسلام المناسك هناك، أو للجبال التي فيها والجبال التي هي الأعراف، وكل باب فهو عرف، ومنه عرف الديك أو؛ لأن الناس يعترفون فيها بذنوبهم، ويسألون غفرانها، وقيل؛ لأنها مكان مقدس معظم كأنه قد عرف أي طيب.

(۲).....۹ ذی الحجہ کو غیر حاجی کے لیے روزہ رکھنا مستحب ہے، اور حاجی کے لیے حکم یہ ہے کہ اگر روزہ کی وجہ سے وقوف کرنے میں کمزوری، یا مشکل ہو تو حاجی کے لیے عرفہ کا روزہ رکھنا مستحب نہیں، ورنہ مستحب ہے۔

بدائع الصنائع - (٢/٧٩)

وَأَمَّا صَومُ يَومِ عَرَفَةَ: فَفِي حَقِّ غَيرِ الحَاجِّ مُستَحَبٌّ لِكَثرَةِ الأَحَادِيثِ الوَارِدَةِ بِالنَّدبِ إلَى صَومِهِ، وَلِأَنَّ لَهُ فَضِيلَةً عَلَى غَيرِهِ مِن الأَيَّامِ، وَكَذَلِكَ فِي حَقِّ الحَاجِّ إن كَانَ لَا يُضعِفُهُ عَن الوُقُوفِ وَالدُّعَاءِ لِمَا فِيهِ مِن الجَمعِ بَينَ القُربَتَينِ وَإِن كَانَ يُضعِفُهُ عَن ذَلِكَ يُكرَهُ لِأَنَّ فَضِيلَةَ صَومِ هَذَا اليَومِ مِمَّا يُمكِنُ استِدرَاكُهَا فِي غَيرِ هَذِهِ السَّنَةِ وَيُستَدرَكُ عَادَةً.

(۳)..... عرفہ کا روزہ رکھنے میں اپنے ملک کی رؤیت کا اعتبار کیا جائے گا، جیسا کہ رمضان، عیدین وغیرہ دیگر مواقع پر کیا جاتا ہے، البتہ ایسے کچھ علاقے جہاں واقعتاً معتبر طریقہ سے عیدین وغیرہ میں بھی سعودی عرب کی رؤیت کا اعتبار کیا جاتا ہے وہاں ۹ ذی الحجہ کا روزہ رکھنے میں سعودی عرب کے رؤیت کا اعتبار کیا جاسکتا ہے۔

حاشيه ابن عابدين - (٦١٩/٢)

وَقِيلَ يُعتَبَرُ فِي كُلِّ بَلَدٍ مَطلَعُ بَلَدِهِم إذَا كَانَ بَينَهُمَا مَسَافَةٌ كَثِيرَةٌ وَقُدِّرَ الكَثِيرُ بِالشَّهرِ. اه

وَقَدَّمنَا تَمَامَ الكَلَامِ عَلَى ذَلِكَ فِي الصَّومِ؛ وَقَدَّمنَا هُنَاكَ أَنَّ ظَاهِرَ كَلَامِهِم هُنَا اعتِبَارُ اختِلَافِ المَطَالِعِ لِمَا عَلِمته مِن هَذِهِ المَسَائِلِ تَأَمَّل.

(۴)..... صوم عرفہ کی فضیلت حاصل کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ روزہ رکھنے والا جس جگہ ہے، وہاں ۹ ذی الحجہ کی تاریخ ہو، لہٰذا اگر کسی نے ایسے دن روزہ رکھا جس دن سعودی عرب میں ۹ ذی الحجہ کی تاریخ تھی، لیکن اس کے اپنے مقام پر ۹ ذی الحجہ کی تاریخ نہیں تھی تو اسے عرفہ کی روزے کی فضیلت حاصل نہیں ہوگی۔

عمدة القاري شرح صحيح البخاري - (٦٤/٤)

قَولُه من عَرَفَة ... وَهُوَ اليَوم التَّاسِع من ذِي الحجَّة وَهَذَا هُوَ الصَّحِيح.

(۵)..... یہ فضیلت ۹ ذی الحجہ کے دن روزہ رکھنے کی ہے، وقوف عرفہ اس فضیلت کی وجہ نہیں ہے، چنانچہ خود جناب نبی کریم ﷺ نے وقوف عرفہ کے دوران روزہ نہیں رکھا تھا۔

سنن الترمذي - (١٢٥/٣)

"..... عن ابنِ أَبِي نَجِيحٍ عَن أَبِيهِ، قَالَ: سُئِلَ ابنُ عُمَرَ عَن صَومِ يَومِ عَرَفَةَ

بِعَرَفَةَ، فَقَالَ: حَجَجتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ فَلَم يَصُمهُ وَمَعَ أَبِي بَكرٍ فَلَم يَصُمهُ، وَمَعَ عُمَرَ فَلَم يَصُمهُ، وَمَعَ عُثمَانَ فَلَم يَصُمهُ، وَأَنَا لَا أَصُومُهُ، وَلَا آمُرُ بِهِ، وَلَا أَنهَى عَنهُ".

(٦)....درست نہیں..............................واللّٰہ سبحانہ وتعالی أعلم.

بندہ سید نعمان حسن

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۵/صفر/۱۴۴۰ھ

فتوی نمبر: ۲۰۱۷/۵۷

فتویٰ نمبر:5

جامعہ اشرفیہ لاہور کا فتویٰ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اور مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

(۱) یوم عرفہ کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟

(۲) یوم عرفہ کو روزہ رکھنے کا شرعی حکم کیا ہے؟

(۳) یوم عرفہ کے روزہ رکھنے میں سعودی عرب یا کسی اور ملک کی رؤیت کا اعتبار ہوگا، یا اپنے ملک کی رؤیت کا اعتبار کیا جائے گا؟

(۴) اگر کوئی وقوف عرفہ (سعودی عرب کے ۹ ذی الحجہ) کا اعتبار کر کے روزہ رکھے تو اس کا کیا حکم ہے؟

(۵) یوم عرفہ کے روزہ کے لیے سبب وقوف عرفہ ہے یا ۹ ذی الحجہ؟

(٦) اگر اسلامی ملک میں عیدالاضحیٰ ہو اور پاکستان میں ۹ ذی الحجہ ہو اور کوئی روزہ رکھے تو کیا اس کو عید کے دن روزہ رکھنے سے تعبیر کرنا درست ہے یا نہیں؟

سائل: محمد یونس قاسمی (جامعہ مدنیہ ہنگو)

الجواب حامداً ومصلیاً:

(۱) یوم عرفہ (۹ ذی الحجہ) کو حجاج کرام چونکہ میدانِ عرفات تشریف لے کر جاتے ہیں اس کی طرف نسبت کرتے ہوئے ۹ ذی الحجہ کو یوم عرفہ کہتے ہیں۔

(۲) یوم عرفہ کا روزہ مستحب ہے، اِس دن روزہ رکھنے کا بڑا ثواب ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے:

''نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ'' میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ اِس دن کے روزے کی وجہ سے ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہ معاف فرما دیں گے۔ (رواہ

الترمذی ومسلم)۔

(۳) روزے دار کے شہر میں نویں ذی الحجہ جس دن کو پڑے اسی دن روزہ رکھا جائے گا، عرفات میں حاجیوں کے قیام کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

(۴) اگر کسی شخص نے سعودی عرب کے ۹ ذی الحجہ کے اعتبار سے روزہ رکھا اور روزے دار کے شہر میں اس دن ۹ ذی الحجہ نہیں تھا، تو ایسی صورت میں روزہ رکھنا تو مستحب ہے، البتہ حدیث شریف میں نویں ذی الحجہ کے روزے کی جو فضیلت آئی ہے، وہ فضیلت حاصل نہ ہوگی۔

(۵) یوم عرفہ کے روزے کا سبب ۹ ذی الحجہ ہے، نہ کہ وقوف عرفہ۔

(٦) اگر کوئی شخص اپنے ملک میں ۹ ذی الحجہ کے اعتبار سے روزہ رکھے اور اسی روز کسی ملک میں عید کا دن ہو تو ایسا شخص عید کے دن روزہ رکھنے والا شمار نہ ہوگا، اس لیے کہ دو ممالک میں اختلاف مطالع معتبر ہو ان میں ایک کی رویت دوسرے کے لیے معتبر نہیں ہوتی۔

وَجهُ ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ أَنَّ المَطَالِعَ لَا تَختَلِفُ إِلَّا عِندَ المَسَافَةِ البَعِيدَةِ الفَاحِشَةِ.(بدائع الصنائع: ٢/ ٢١)

هَذَا إِذَا كَانَت المَسَافَةُ بَينَ البَلَدَينِ قَرِيبَةً لَا تَختَلِفُ فِيهَا المَطَالِعُ، فَأَمَّا إِذَا كَانَت بَعِيدَةً فَلَا يَلزَمُ أَحَدَ البَلَدَينِ حُكمُ الآخَرِ؛ لِأَنَّ مَطَالِعَ البِلَادِ عِندَ المَسَافَةِ الفَاحِشَةِ تَختَلِفُ فَيُعتَبَرُ فِي أَهلِ كُلِّ بَلَدٍ مَطَالِعُ بَلَدِهِم دُونَ البَلَدِ الأخر. (بدائع الصنائع: ٢/ ٢٢٤)

واللہأعلم بالصواب

محمد طیبة عفی عنه

متخصص جامعہ اشرفیہ لاہور

١٤٤٠/١/٢١ھجری

٢٠١٨/١٠/٢ء

فتوی نمبر:١٠٣/١٠٠

فتوی نمبر:6

جامعۃ العلوم الاسلامیہ، علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کا فتوی

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اور مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

(۱) یوم عرفہ کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟

(۲) یوم عرفہ کو روزہ رکھنے کا شرعی حکم کیا ہے؟

(۳) یوم عرفہ کے روزہ رکھنے میں سعودی عرب یا کسی اور ملک کی رؤیت کا اعتبار ہوگا، یا اپنے ملک کی رؤیت کا اعتبار کیا جائے گا؟

(۴) اگر کوئی وقوف عرفہ (سعودی عرب کے ۹ ذی الحجہ) کا اعتبار کر کے روزہ رکھے تو اس کا کیا حکم ہے؟

(۵) یوم عرفہ کے روزہ کے لیے سبب وقوف عرفہ ہے یا ۹ ذی الحجہ؟

(۶) اگر اسلامی ملک میں عید الاضحیٰ ہو اور پاکستان میں ۹ ذی الحجہ ہو اور کوئی روزہ رکھے تو کیا اس کو عید کے دن روزہ رکھنے سے تعبیر کرنا درست ہے یا نہیں؟

سائل: محمد یونس قاسمی (جامعہ مدنیہ ہنگو)

الجواب حامداً و مصلیاً:

استفتاء کے جوابات بالترتیب مندرجہ ذیل ہیں:

(۱)..... یوم عرفہ کی وجہ تسمیہ میں مختلف اقوال نقل کیے گئے ہیں:

(الف) اسی دن حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مناسک حج سکھلائے تھے، مناسک حج کی معرفت کی مناسبت سے نو (۹) ذی الحجہ کو "یوم عرفہ" کہتے ہیں۔

(ب) حضرت ابراہیم علیہ السلام کو (۸) آٹھ ذی الحجہ کی رات کو خواب میں نظر آیا کہ وہ اپنے بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں تو ان کو اس خواب کے من جانب اللہ ہونے، یا نہ ہونے میں تردد ہوا، پھر (۹) نو ذی الحجہ کو دوبارہ یہی خواب نظر آیا تو ان کو یقین ہو گیا کہ یہ خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ معرفت اور یقین نو (۹) ذی الحجہ کو حاصل ہوا، اس وجہ سے اسے ''یوم عرفہ'' کہتے ہیں۔

(ج) اسی دن حج کرنے والے حضرات میدان عرفات میں وقوف کرتے ہیں، تو اس مناسبت سے نو ذی الحجہ کو ''یوم عرفہ'' کہتے ہیں۔

(۲)..... عرفہ کا روزہ رکھنا مستحب ہے۔ احادیث مبارکہ میں یوم عرفہ کے روزے کی غیر معمولی فضیلت بیان کی گئی ہے، چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

"عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: صِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ إِنِّي أَحْتَسِبُ عَلَى اللَّهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ وَالسَّنَةَ الَّتِي بَعْدَهُ". (جامع الترمذي: ۱۵۷/۳، قديمي)

(۳)..... بلادِ بعیدہ جن کے طلوع وغروب میں کافی فرق پایا جاتا ہے، ان کی رؤیت ایک دوسرے کے حق میں معتبر نہیں۔ پاکستان اور سعودی عرب کے درمیان مطالع کے اعتبار سے تفاوت زیادہ پایا جاتا ہے، اور جس طرح نماز ہم اپنے وقت کے حساب سے پڑھتے ہیں، سحر افطار وغیرہ اپنے چاند کے حساب سے رکھتے ہیں، اسی طرح ''یوم عرفہ'' بھی اپنے ملک کے حساب سے شمار ہوگا۔

لہٰذا ''یوم عرفہ'' ہر ملک میں اپنی تاریخ کے اعتبار سے ہوگا، یعنی: دیگر ممالک میں جس دن نو (۹) ذی الحجہ ہو، وہی دن ''یوم عرفہ'' کہلائے گا، خواہ اس دن سعودی عرب میں ''یوم عرفہ'' نہ ہو۔

(۴)..... سعودی عرب کے نو (۹) ذی الحجہ کا لحاظ رکھتے ہوئے روزہ رکھنے میں مضائقہ نہیں، تاہم "یوم عرفہ" کے روزہ کی فضیلت اپنے ملک کی رؤیت کے اعتبار کرنے سے ہوگی، اور اگر سعودی عرب کے لحاظ سے وقوف عرفہ کا اعتبار کرتے ہوئے روزہ رکھیں گے، تو اس سے یہ خرابی لازم آئے گی کہ جن ممالک کی تاریخ ایک دن سعودیہ سے پہلے ہے، تو سعودی عرب کے نو (۹) ذی الحجہ کے دن ان کی عید ہوگی، جب کہ اس دن ان کے لیے روزہ رکھنا مستحب کی بجائے ممنوع ہے۔

چونکہ پاکستان، سعودی عرب سے ایک تاریخ پیچھے ہوتا ہے، لہذا یہاں کے مسلمانوں کے لیے بہتر ہے کہ وہ آٹھ (۸) اور نو (۹) ذی الحجہ دونوں دن کے روزے رکھ لیا کریں، کہ ذی الحجہ کے روزوں کی فضیلت احادیث سے ثابت ہے، البتہ اگر کوئی اپنے ملک کے حساب سے صرف آٹھ ذی الحجہ کا روزہ رکھے، پہلے اس دن سعودی عرب میں (۹) نو ذی الحجہ ہو تو اسے "یوم عرفہ" کے روزہ رکھنے کی فضیلت حاصل نہ ہوگی۔

(۵)..... "یوم عرفہ" کی تسمیہ کے بارے میں مذکورہ مختلف اقوال سے معلوم ہوا کہ تسمیہ کے اعتبار سے "یوم عرفہ" صرف وقوف عرفہ کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ یہ مختلف وجوہات کی بناپر نو (۹) ذی الحجہ کا دوسرا نام ہے، لہذا عرفہ کے روزہ کے لئے سبب نو (۹) ذی الحجہ ہے، چنانچہ ایک حدیث مبارکہ میں نبی کریم ﷺ کے روزے معمول کے بیان میں "یوم عرفہ" کے لفظ کی بجائے (۹) نو ذی الحجہ مذکور ہے۔

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ تِسْعَ ذِي الْحِجَّةِ، وَيَوْمَ عَاشُورَاءَ. (أبو داؤد: ۱/۳۳۱، سعید)

(۶)..... جیسا کہ اوپر ذکر ہوا کہ ممالک بعیدہ میں اپنی رؤیت کا اعتبار ہوگا، اور ہر ملک کا باشندہ اپنے ملک کی رؤیت کا پابند ہوگا۔ اگر اس کے ملک میں نو (۹) ذی الحجہ ہے، تو

اس کے لیے وہی دن ''یوم عرفہ'' ہے، اور اس دن کا روزہ اس کے لیے مستحب ہے، کسی دوسرے ملک میں بھلے عید الاضحیٰ کا دن ہو، لہٰذا اگر کسی اسلامی ملک میں عید الاضحیٰ ہو، اور پاکستان میں نو(٩) ذی الحجہ ہو، تو اس دن کے روزہ رکھنے کو عید کے دن روزہ رکھنے سے تعبیر کرنا غلط ہے۔

''البناية'' شرح الہدایہ میں ہے:

"وإنما سمي يوم عرفة؛ لأن جبريل عليه السلام علّم إبراهيم عليه السلام المناسك كلها يوم عرفة، فقال: أعرفت في أي موضع تطوف، وفي أي موضع تسعى، وفي أي موضع تقف، وفي أي موضع تنحر، وترمي، فقال: عرفت فسمي يوم عرفة ". (البنايه شرح الهدايه: ٤/٢١١)

المغني لابن قدامة میں ہے:

"فأمّا يوم عرفة: فهو اليوم التاسع من ذي الحجة سمي بذلك؛ لأن الوقوف بعرفة فيه۔ وقيل: سمي يوم عرفة؛ لأن إبراهيم عليه السلام أرىٰ في المنام ليلة التروية أنه يؤمر بذبح ابنه، فأصبح يومه يتروّىٰ. هل هذا من الله، أو حلم؟ فسمي يوم التروية، فلما كانت الليلة الثانية رآه أيضاً، فأصبح يوم عرفة، فعرف أنه من الله فسمي يوم عرفة. (المغني لابن قدامة، ٣/٧٥، مكتبة الرياض الحديثية)

فتاویٰ شامی میں ہے:

والمندوب كأيام البيض من كل شهر ويوم الجمعة، ولو منفرداً، وعرفة ولو لحاج لم يضعفه. (فتاوى شامى: ٢/٣٧٥، سعيد)

ابوداؤد شریف میں ہے:

عَن ابنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ: مَا مِن أيَّامٍ العَمَلُ الصَّالِحُ فِيهَا أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ مِن هَذِهِ الأيَّامِ، يَعني: أيَّامَ العَشرِ. (سنن أبي داؤد: ۱/۳۳۱، سعيد)

بدائع الصنائع میں ہے:

هَذَا إِذَا كَانَت المَسَافَةُ بَينَ البَلَدَينِ قَرِيبَةً لَا تَختَلِفُ فِيهَا المَطَالِعُ. فَأَمَّا إِذَا كَانَت بَعِيدَةً، فَلَا يَلزَمُ أَحَدَ البَلَدَينِ حُكمُ الآخَرِ؛ لِأَنَّ مَطَالِعَ البِلَادِ عِندَ المَسَافَةِ الفَاحِشَةِ تَختَلِفُ فَيُعتَبَرُ فِي أَهلِ كُلِّ بَلَدٍ مَطَالِعُ بَلَدِهِم دُونَ البَلَدِ الآخَرِ. (بدائع الصنائع: ۲/۸۳، سعيد). فقط و اللّٰه اعلم.

کتبہ: اسامہ احمد

متخصص فقہ اسلامی

جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن، کراچی

۱۴۴۰/۲/۷ھ

۲۰۱۸/۱۰/۱۷ء

فتویٰ نمبر: ۸۹۲

فتوی نمبر: 7

دارالافتاء ادارہ غفران، راولپنڈی کا فتوی

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اور مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

(۱) یوم عرفہ کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟

(۲) یوم عرفہ کو روزہ رکھنے کا شرعی حکم کیا ہے؟

(۳) یوم عرفہ کے روزہ رکھنے میں سعودی عرب یا کسی اور ملک کی رؤیت کا اعتبار ہوگا، یا اپنے ملک کی رؤیت کا اعتبار کیا جائے گا؟

(۴) اگر کوئی وقوف عرفہ (سعودی عرب کے ۹ ذی الحجہ) کا اعتبار کرکے روزہ رکھے تو اس کا کیا حکم ہے؟

(۵) یوم عرفہ کے روزہ کے لیے سبب وقوف عرفہ ہے یا ۹ ذی الحجہ؟

(۶) اگر اسلامی ملک میں عید الاضحیٰ ہو اور پاکستان میں ۹ ذی الحجہ ہو اور کوئی روزہ رکھے تو کیا اس کو عید کے دن روزہ رکھنے سے تعبیر کرنا درست ہے یا نہیں؟

سائل: محمد یونس قاسمی (جامعہ مدنیہ ہنگو)

الجواب بعون الوهاب:

(۱)..... یوم عرفہ جو کہ دولفظوں سے مرکب ہے؛ یوم اور عرفہ، اور لغت میں یوم کے معنیٰ زمانہ کی ایک خاص مقدار کے آتے ہیں، جب کہ شریعت کی اصطلاح میں صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کے دورانیے کو یوم کہا جاتا ہے۔

اور عرفہ خاص اس جگہ کا نام ہے جہاں حجاج کرام حج کا ایک اہم رکن ادا کرتے ہیں جسے میدان عرفات بھی کہا جاتا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ عرفہ کے دن کو یوم عرفہ اس لیے کہا جاتا ہے، کیونکہ حجاج کرام اس دن حج کا ایک عظیم الشان عمل، یعنی: عرفات کے میدان میں

وقوف سرانجام دیتے ہیں، اور اسی وجہ سے اس دن کو یوم عرفہ کہا جاتا ہے۔

(۲)..... فقہائے کرام میں سے حنفیہ کے نزدیک یوم عرفہ، یعنی: نو ذی الحجہ کا روزہ حاجی وغیر حاجی کے لیے مستحب ہے، بشرطیکہ حج کرنے والے کو روزہ رکھنے کی وجہ سے مشقت کا سامنا نہ ہو اور حج کے اعمال سرانجام دینا دشوار نہ ہو، ورنہ مکروہ وناپسندیدہ ہے۔ اور بعض دیگر فقہائے کرام کے نزدیک یوم عرفہ کا روزہ حج کرنے والے کے علاوہ اور لوگوں کے لیے مستحب ہے اور حج کرنے والے کے لیے مکروہ ہے۔

(۳)..... کئی احادیث میں یوم عرفہ کے روزے کی فضیلت وارد ہوئی ہے اور یوم عرفہ کے روزے کو آپ ﷺ نے دو سال ایک گزشتہ اور ایک آئندہ آنے والے کے صغیرہ گناہوں کا کفارہ قرار دیا ہے۔

دوسری طرف یہ بات بھی ملحوظ ذہنی چاہیے جیسا کہ پہلے گزرا کہ یوم عرفہ کی وجہ تسمیہ حجاج کرام کا میدان عرفات میں قیام ہے اور جہاں تک یوم عرفہ کے روزہ کا سوال ہے تو آپ ﷺ نے بذاتِ خود دورانِ حج میدان عرفات میں دودھ کا پیالہ نوش فرما کر لوگوں کے شکوک شبہات کو رفع کر دیا اور صرف یہی نہیں، بلکہ خلفائے راشدین بھی اس پر عمل پیرا رہے اور دورانِ حج یوم عرفہ کا روزہ نہ رکھتے تھے۔

جب کہ ایک حدیث میں عرفات کے میدان میں حجاج کو روزہ رکھنے کو ناپسند کہا گیا ہے، اگرچہ اس کی سند پر کلام ہے، جس سے معلوم ہوا کہ یوم عرفہ کا روزہ رکھنے کا اصل حکم حجاج کرام کے علاوہ دنیا کے دیگر علاقوں میں بسنے والے لوگوں کے ساتھ ہے، اور ظاہر ہے کہ شریعت کے جتنے اعمال ہیں وہ اکثر وبیشتر چاند کی تاریخ واوقات کے لحاظ سے دنیا کے مختلف ممالک اور علاقوں میں اپنے چاند سے بننے والے حساب کے مطابق سرانجام دیئے جاتے ہیں، جیسا: کہ نماز کے اوقات، رمضان کے روزے، عید الفطر وعید الاضحیٰ وغیرہ۔ نیز

روزہ کے بارہ میں تو آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

صُومُوا لِرُؤيَتِهِ وَأَفطِرُوا لِرُؤيَتِهِ فَإِن غُبِّيَ عَلَيكُم فَأَكمِلُوا عِدَّةَ شَعبَانَ ثَلَاثِينَ. (صحيح البخاري: ج٣، ص٢٧، رقم الحديث: ١٩٠٩، كتاب الصوم، بَابُ قَولِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَيتُمُ الهِلَالَ فَصُومُوا وَإِذَا رَأَيتُمُوهُ فَأَفطِرُوا)

تم چاند کو دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند کو دیکھ کر ہی افطار کرو (یعنی عید کرو)، اگر تمہیں چاند نظر نہ آئے تو شعبان کے تیس دن پورے کرو۔ (بخاری)

بعینہ جہاں جو شخص رہتا ہے اور شریعت کے باقی اعمال (جیسے: نماز، روزہ، زکاۃ، رمضان کے روزے اور عید الفطر وغیرہ) اپنے ملک وعلاقے کے چاند کے حساب سے سر انجام دے رہا ہو بالکل ایسے ہی یوم عرفہ کا روزہ بھی اپنے ملک وعلاقہ کے چاند کے حساب سے بننے والی نو تاریخ کو رکھے گا، کیونکہ دنیا کے مختلف ممالک میں باہمی وقت میں کئی گھنٹوں، بلکہ بارہ گھنٹوں تک کا تفاوت ہوتا ہے اور دنیا کے تمام لوگوں کو حجاج کرام کے یوم عرفہ کے وقت کے حساب سے روزہ رکھنا تقریباً ناممکن ہے۔

(۴).....ایسے شخص کو عرفہ کے دن روزہ رکھنے کی حدیث میں مذکور خاص فضیلت حاصل نہ ہوگی۔

(۵).....مختلف احادیث میں یوم عرفہ کے روزہ کی فضیلت وارد ہوئی ہے اور ظاہر ہے کہ یہ فضیلت عام ہے۔ اس فضیلت کو وقوف عرفہ کے ساتھ خاص نہیں کیا گیا ہے۔ پس یوم عرفہ کے روزہ کا سبب نو ذی الحجہ کا دن ہے نہ کہ وقوف عرفہ کا عمل جیسا کہ پہلے واضح ہو چکا ہے۔

(۶).....جواب نمبر ۳ میں ذکر کردہ تفصیل کے مطابق اس مذکورہ صورت کو عید کے

دن روزہ رکھنے سے تعبیر کرنا درست نہیں۔

(١)..... اليوم في اللغة: مقدار من الزمان أوله طلوع الشمس إلى غروبها وجمعه: أيام ويذكر مفرده وتأنيث جمعه أكثر، يقال: أيام مباركة، وفي التنزيل: ﴿واذكروا الله في أيام معدودات﴾، والمعنى الاصطلاحي: هو زمان ممتد من طلوع الفجر الثاني إلى غروب الشمس. (الموسوعة الفقهية الكويتية: ج٤٥ ص ٢٩٧ مادة: يوم)

يوم عرفة مركب من لفظين: يوم وعرفة..... وأما عرفة: فهو اسم للموقف المعروف، ويتم الحج بالوقوف به وحده من الجبل المشرف على بطن عرنة إلى الجبال المقابلة إلى ما يلي حوائط بني عامر. ويوم عرفة هو التاسع من ذي الحجة. (الموسوعة الفقهية الكويتية: ج٤٥ ص ٣١٢ مادة: يوم عرفة)

عرفات وعرفة: المكان الذي يؤدي فيه الحجاج ركن الحج وهو الوقوف بها. (الموسوعة الفقهية الكويتية: ج٣٠، ص ٦٠، مادة: عرفات)

(٢)..... صوم يوم عرفة: اتّفق الفقهاء على استحباب صوم يوم عرفة لغير الحاجّ وهو: اليوم التّاسع من ذي الحجّة، وصومه يكفّر سنتين: سنةً ماضيةً وسنةً مستقبلةً. روى أبو قتادة رضي الله تعالى عنه، أنّ النّبيّ صلّى الله عليه وسلم، قال: صيام يوم عرفة أحتسب على الله أن يكفّر السّنة الّتي قبله والسّنة الّتي بعده، قال الشّربينيّ الخطيب: وهو أفضل الأيّام لحديث مسلم: ما من يوم أكثر من أن يعتق الله فيه عبداً من النّار من يوم عرفة. وذهب جمهور الفقهاء المالكيّة والشّافعيّة والحنابلة إلى عدم استحبابه للحاجّ، ولو كان قويّاً

وصومه مكروه له عند المالكيّة والحنابلة، وخلاف الأولى عند الشّافعيّة لما روت أمّ الفضل بنت الحارث رضي اللّٰه عنهما: أنها أرسلت إلى النّبيّ صلّى اللّٰه عليه وسلم بقدح لبن وهو واقف على بعيره بعرفة فشرب. وعن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما: أنّه حجّ مع النّبي صلى الله عليه وسلم، ثمّ أبي بكر، ثمّ عمر، ثمّ عثمان، فلم يصمه أحد منهم؛ لأنّه يضعفه عن الوقوف والدّعاء فكان تركه أفضل، وقيل: لأنّهم أضياف اللّه وزوّاره.

وقال الشّافعيّة: ويسنّ فطره للمسافر والمريض مطلقاً، وقالوا: يسنّ صومه لحاجّ لم يصل عرفة إلّا ليلاً لفقد العلّة.

وذهب الحنفيّة إلى استحبابه للحاجّ أيضاً إذا لم يضعفه عن الوقوف بعرفات، ولا يخلّ بالدّعوات، فلو أضعفه كره له الصّوم. (الموسوعة الفقهية الكويتية: ج۲۸، ص۹۱، مادة: صوم)

(۳)..... ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ: ثَلَاثٌ مِن كُلِّ شَهرٍ، وَرَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ فَهذَا صِيَامُ الدَّهرِ كُلِّهِ صِيَامُ يَومِ عَرَفَةَ أَحتَسِبُ عَلَى اللّٰهِ أَن يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبلَهُ وَالسَّنَةَ الَّتِي بَعدَهُ وَصِيَامُ يَومِ عَاشُورَاءَ أَحتَسِبُ عَلَى اللّٰهِ أَن يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبلَه. (صحيح مسلم: ج۲، ص۸۱۸، رقم الحديث: ۱۱۶۲، كتاب الصوم، بَابُ استِحبَابِ صِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِن كُلِّ شَهرٍ وَصَومِ يَومِ عَرَفَةَ وَعَاشُورَاءَ وَالِاثنَينِ وَالخَمِيسِ)

حَدَّثَنَا سَالِمٌ، قَالَ: سَمِعتُ عُمَيرًا مَولَى أُمِّ الفَضلِ عَن أُمِّ الفَضلِ شَكَّ النَّاسُ يَومَ عَرَفَةَ فِي صَومِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَه. (صحيح البخاري: ج۲، ص۱۶۱، رقم

الحديث:١٦٥٨، كتاب الحج، باب صوم يوم عرفة)

عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ أَفطَرَ بِعَرَفَةَ وَأَرسَلَت إِلَيهِ أُمُّ الفَضلِ بِلَبَنٍ فَشَرِبَ: وَفِي البَابِ عَن أَبِي هُرَيرَةَ وَابنِ عُمَرَ وَأُمِّ الفَضلِ: حَدِيثُ ابنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَد رُوِيَ

عَن ابنِ عُمَرَ قَالَ: حَجَجتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ فَلَم يَصُمهُ يَعنِي يَومَ عَرَفَةَ وَمَعَ أَبِي بَكرٍ فَلَم يَصُمهُ وَمَعَ عُمَرَ فَلَم يَصُمهُ وَمَعَ عُثمَانَ فَلَم يَصُمهُ وَالعَمَلُ عَلَى هَذَا عِندَ أَكثَرِ أَهلِ العِلمِ: يَستَحِبُّونَ الإِفطَارَ بِعَرَفَةَ لِيَتَقَوَّى بِهِ الرَّجُلُ عَلَى الدُّعَاءِ وَقَد صَامَ بَعضُ أَهلِ العِلمِ يَومَ عَرَفَةَ بِعَرَفَةَ

(سنن الترمذی: ج٣،ص ١١٥،رقم الحديث ٧٥٠،ابواب الصوم،بَابُ كَرَاهِيَةِ صَومِ يَومِ عَرَفَةَ بِعَرَفَةَ)

حَدَّثَنَا سُلَيمَانُ بنُ حَربٍ حَدَّثَنَا حَوشَبُ بنُ عُقَيلٍ عَن مَهدِيٍّ الهَجَرِيِّ حَدَّثَنَا عِكرِمَةُ قَالَ: كُنَّا عِندَ أَبِي هُرَيرَةَ فِي بَيتِهِ فَحَدَّثَنَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَن صَومِ يَومِ عَرَفَةَ بِعَرَفَةَ. (سنن أبي داوٗد: ج٤، ص١٠٢، رقم الحديث: ٢٤٠٤، أول كتاب الصوم، باب في صوم عرفة بعرفة)

قال شعيب الأرنؤوط: "إسناده ضعيف لجهالة مهدي الهَجَري، وهو ابن حرب العبدي المُحَاربي.

وأخرجه ابن ماجه (1732)، والنسائي في "الكبرى (2843)"، و (2844) من طريق حوشب بن عقيل، بهذا الإسناد، وهو في " مسند أحمد(8031)" . (حاشية سنن أبي داؤد).

قضاء رمضان بحث وجدنا موسعا إلى شعبان من تلك السنة كما

تجب الظهر وجوباً موسعاً من أول القامة إلى آخرها غير أن هذه الشهور ظرف للتكليف بإيقاع المكلف به دون أن يكون شيء من أجزائها سببا للتكليف بدليل أن من زال عذره فيها لا يلزمه شيء وإنما السبب في وجوب هذا الصوم أجزاء رمضان السابق فكل يوم هو سبب لوجوب القضاء في يوم آخر من هذه الشهور إذا لم يصم فيه ولا يعتقد أن سبب وجوب القضاء هو رؤية الهلال فقط، بل رؤية الهلال سبب لجعل كل يوم من أيام رمضان سبباً للوجوب وظرفاً له فيصير سبب رؤية الهلال كل يوم سبباً لوجوب الإيقاع فيه، وتفويته سبباً للصوم في يوم آخر من هذه الشهور فقط. فتأمل ذلك فقل من يتفطن له، بل يعتقد في بادئ الرأي أن سبب القضاء والأداء هو رؤية الهلال فقط، وليس كذلك بل رؤية الهلال سبب. (الفروق مع هوامشه: ج١، ص٣٨٦ ،دارالكتب العلميه)

فقط واللّٰہ تعالیٰ أعلم

محمد ریحان

٢٥محرم الحرام ١٤٤٠ء

دارالافتاء ادارہ غفران

فتویٰ نمبر: ٧٧٥/٢

فتویٰ نمبر:8
جامعہ عثمانیہ پشاور کا فتویٰ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اور مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

یوم عرفہ کو روزہ رکھنے کا شرعی حکم کیا ہے؟ اور اس میں اپنے ملک کی رؤیت کا اعتبار کیا جائے گا، یا کسی اور ملک کا؟ برائے مہربانی جواب مدلل دے کر احسان مند فرمائیں۔

سائل: محمد یونس قاسمی (جامعہ مدنیہ ہنگو)

الجواب وباللہ التوفیق:

احادیث مبارکہ میں یوم عرفہ کے بہت فضائل آئے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص اس دن روزہ رکھے، اس کے ایک سال کے پچھلے اور ایک سال بعد کے گناہ معاف ہوں گے، چنانچہ فقہائے کرام نے اس دن روزہ رکھنے کو مستحب اور مندوب قرار دیا ہے۔

جہاں تک رؤیت کی بات ہے، تو متاخرین محققین احناف نے اختلاف مطالع کا اعتبار کرتے ہوئے ہر ملک کی رؤیت کو الگ الگ قرار دیا ہے، چونکہ عرفہ نو (٩) ذی الحجہ کا نام ہے جس طرح یوم النحر دس (١٠) ذی الحجہ کا نام ہے، اس لیے اختلاف مطالع کی وجہ سے جیسے دو ممالک کے عیدین اور رمضان میں اختلاف معتبر ہوتا ہے، اسی طرح یوم عرفہ میں بھی اختلاف معتبر ہوگا، چنانچہ ہر ملک کا یوم عرفہ وہاں کی رؤیت کے حساب سے نو (٩) ذی الحجہ کو ہوگا، اور اسی دن روزہ رکھنا مستحب ہوگا۔

والدلیل علی ذالک:

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِي اللّٰه تعالىٰ عنه: رَجُلٌ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فَقَالَ: كَيفَ تَصُومُ ..... صِيَامُ يَومِ عَرَفَةَ أَحتَسِبُ عَلَى اللّٰهِ أَن يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبلَهُ وَالسَّنَةَ الَّتِي بَعدَهُ. (الصحيح للمسلم، كتاب الصوم: ٨١٨/٢)

وقال الحصكفي (م: ١٠٠٤ھ): وَالمَندُوبَ كَأَيَّامِ البِيضِ عن كُلِّ شَهرٍ، وَيَومِ الجُمُعَةِ وَلَو مُنفَرِدًا وَعَرَفَةَ وَلَو لِحَاجٍّ لَم يُضعِفهُ. (الدر المختار، كتاب الصوم: ٣٧٥/٣)

وقال ابن عابدين (م:١٢٥٢ھ): بَل مُقتَضَى مَا وَرَدَ مِن أَنَّ صَومَهُ كَفَّارَةٌ لِلسَّنَةِ المَاضِيَةِ وَصَومُ عَرَفَةَ كَفَّارَةٌ لِلمَاضِيَةِ وَالمُستَقبِلَةِ كَونُ صَومِ عَرَفَةَ آكَدُ مِنهُ، وَإِلَّا لَزِمَ كَونُ المُستَحَبِّ أَفضَلَ مِن السُّنَّةِ، وَهُوَ خِلَافُ الأَصلِ تَأَمَّل. (رد المختار على الدر المختار، كتاب الصوم: ٣٧٥/٣)

وقال ابن عابدين (م:١٢٥٢ھ): يُفهَمُ مِن كَلَامِهِم فِي كِتَابِ الحَجِّ أَنَّ اختِلَافَ المَطَالِعِ فِيهِ مُعتَبَر. (رد المختار، كتاب الصوم:٢٢٥/٣)

کاتب: کاشف خان عثمانی
تخصص فی الفقہ والافتا
جامعہ عثمانیہ پشاور
۱۲/۱۰/۲۰۱۸ء
فتوی نمبر: ۸۵۲۹/۲۹۷/۳۲۱

فتوی نمبر: 9

جامعہ امداد العلوم الاسلامیہ، پشاور کا فتوی

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اور مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ.

(۱) یوم عرفہ کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟

(۲) یوم عرفہ کو روزہ رکھنے کا شرعی حکم کیا ہے؟

(۳) یوم عرفہ کے روزہ رکھنے میں سعودی عرب یا کسی اور ملک کی رؤیت کا اعتبار ہوگا، یا اپنے ملک کی رؤیت کا اعتبار کیا جائے گا؟

(۴) اگر کوئی وقوف عرفہ (سعودی عرب کے ۹ ذی الحجہ) کا اعتبار کر کے روزہ رکھے تو اس کا کیا حکم ہے؟

(۵) یوم عرفہ کے روزہ کے لیے سبب وقوف عرفہ ہے یا ۹ ذی الحجہ؟

(۶) اگر اسلامی ملک میں عید الاضحیٰ ہو اور پاکستان میں ۹ ذی الحجہ ہو اور کوئی روزہ رکھے تو کیا اس کو عید کے دن روزہ رکھنے سے تعبیر کرنا درست ہے یا نہیں؟

سائل: محمد یونس قاسمی (جامعہ مدنیہ ہنگو)

الجواب بتوفیق اللّٰہ تعالیٰ وعونہ:

(۱)..... عرفۃ اور عرفات ایک ہی مقام کا نام ہے، اس کی وجہ تسمیہ میں اقوال مختلف نقل کیے گئے ہیں۔ بعض حضرات کا خیال یہ ہے کہ اسی مقام پر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو طریقہ حج کی معرفت عطا کی تھی۔ بعضوں کا خیال ہے کہ جنت سے اتارے جانے کے بعد یہیں حضرت آدم وحواء علیہما السلام میں تعارف ہوا تھا۔
(قاموس الفقہ: ج۴، ص۳۸۶، عرفہ: بحوالہ معجم البلدان: ج۴، ص۱۰۶-۱۰۴، طبع زمزم)

(۲)..... یوم عرفہ کے دن عام شخص (غیر حاجی) کے لیے روزہ رکھنا مستحب ہے اور

اگر حاجی بھی روزہ رکھنے سے کمزور نہ ہوتا ہو تو اس کے لیے بھی روزہ رکھنا مستحب ہے، ورنہ اس کے لیے مکروہ ہے۔

(۳)......اپنے ملک کی رؤیت کا اعتبار ہوگا، جیسے: اُضحیہ میں مکانِ اُضحیہ کا اعتبار ہوتا ہے۔

(۴)..... یوم عرفہ کا روزہ شمار نہیں ہوگا۔

(۵)..... یوم عرفہ کے روزہ کے لئے سبب نو(۹) ذی الحجہ ہے۔

(۶)......درست نہیں۔

والدلیل علیٰ ذالک:

(١)......ثُمَّ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى أَهبَطَ آدَمَ قَبلَ غُرُوبِ الشَّمس......وَتَعَارَفَا بِعَرَفَاتٍ فَلِذٰلِكَ سُمِّيَت عَرَفَاتٍ. (الكامل في التاريخ:ج١، ص٥١، ذكر الموضع الذي أهبط فيه آدم وحواء من الأرض)

(٢)......وَالمَندُوبَ كَأَيَّامِ البِيضِ مِن كُلِّ شَهرٍ وَيَومِ الجُمُعَةِ، وَلَو مُنفَرِدًا وَعَرَفَةَ وَلَو لِحَاجٍّ لَم يُضعِفهُ ......وفي الشامي: صفه لحاج أي إن كان لايضعفه عن الوقوف بعرفات، ولايخل بالدعوات محيط فلو أضعفه كره.

(ردالمحتار على الدرالمختار:ج٢/ص٣٧٥، كتاب الصوم، طبع سعيد)

(٣)..... وَحَلُّهُ أَن يُقَالَ يَحتَمِلُ اختِلَافُ أَهلِ مَكَّةَ وَالمَدِينَةِ فِي رُؤيَةِ هِلَالِ ذِي الحِجَّةِ بِوَاسِطَةِ مَانِعٍ مِنَ السَّحَابِ وَغَيرِهِ أَو بِسَبَبِ اختِلَافِ المَطَالِعِ فَيَكُونُ غُرَّةُ ذِي الحِجَّةِ عِندَ أَهلِ مَكَّةَ يَومَ الخَمِيسِ، وَعِندَ أَهلِ المَدِينَةِ يَومَ الجُمُعَةِ وَكَانَ وُقُوفُ عَرَفَةَ وَاقِعًا بِرُؤيَةِ أَهلِ مَكَّةَ، وَلَمَّا رَجَعَ إِلَى المَدِينَةِ اعتَبَرُوا التَّارِيخَ بِرُؤيَةِ أَهلِ المَدِينَةِ، وَكَانَ الشُّهُورُ الثَّلَاثَةُ كَوَامِلَ فَيَكُونُ أَوَّلُ رَبِيعِ الأَوَّلِ

يَومَ الخَمِيسِ وَيَومُ الِاثنَينِ الثَّانِي عَشَرَ مِنهُ . (جمع الوسائل في شرح الشمائل للتهانويؒ: ج٢/ص٢٠٢، باب ماجاء في وفاة رسول الله ﷺ، المكتبة الشاملة)

(٤)......والمعتبر في ذلك مكان الأضحية.....ولأنها تشبه الزكاة فيعتبر في الأداء مكان المحل، وهو المال لا مكان الفاعل. (البحرالرائق: ج٨/ص١٧٥، كتاب الأضحية، طبع سعيد)

والله أعلم بالصواب

کتبہ سید احمد عفی عنہ

دارالافتاء جامعہ امداد العلوم الاسلامیہ پشاور صدر

فتوی نمبر: ۲۴۲۱۷

فتوی نمبر:10

جامعہ ابوہریرہ خالق آباد نوشہرہ کا فتوی

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اور مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

(۱) یوم عرفہ کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟

(۲) یوم عرفہ کو روزہ رکھنے کا شرعی حکم کیا ہے؟

(۳) یوم عرفہ کے روزہ رکھنے میں سعودی عرب یا کسی اور ملک کی رؤیت کا اعتبار ہوگا، یا اپنے ملک کی رؤیت کا اعتبار کیا جائے گا؟

(۴) اگر کوئی وقوف عرفہ (سعودی عرب کے ۹ ذی الحجہ) کا اعتبار کر کے روزہ رکھے تو اس کا کیا حکم ہے؟

(۵) یوم عرفہ کے روزہ کے لیے سبب وقوف عرفہ ہے یا ۹ ذی الحجہ؟

(۶) اگر اسلامی ملک میں عید الاضحیٰ ہو اور پاکستان میں ۹ ذی الحجہ ہو اور کوئی روزہ رکھے تو کیا اس کو عید کے دن روزہ رکھنے سے تعبیر کرنا درست ہے یا نہیں؟

سائل: محمد یونس قاسمی (جامعہ مدنیہ ہنگو)

الجواب و اللہ الموافق للحق و الصواب:

(۱) یوم عرفہ، یعنی: ۹/نو ذی الحجہ کا روزہ، آپ ﷺ نے اس روزہ کے بارہ میں فرمایا کہ یہ گزشتہ اور آئندہ سال کے گناہوں کے لیے کفارہ بن جائے گا۔ یکم ذی الحجہ سے نو ذی الحجہ تک روزے رکھنا بہت ثواب ہے، اور نویں ذی الحجہ کا ان روزوں میں سب سے زیادہ درجہ ہے، لہذا نو ذی الحجہ کا روزہ مستحب ہے۔ اسی طرح ذوالحجہ کے نو روزے بھی نفلی روزوں میں داخل ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" مامن أيام العمل الصالح فيها أحب إلى الله من هذا الأيام".

ذوالحجہ کے دس دنوں میں تمام نیک اعمال میں سب سے زیادہ روزہ پسند ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: ''یارسول اللہ ﷺ! کیا جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں؟
آپ ﷺ نے جواب ارشاد فرمایا:

والجهاد في سبيل الله إلا رجل خرج بنفسه وماله، فلم يرجع من ذلك بشيء.

في حديث أبي هريرة رضي الله عنه مرفوعاً: مامن أيام أحب إلى الله أن يتعبد له فيها من عشر ذي الحجه يعدل صيام كل يوم منها بصيام سنة. (الجامع لترمذي: ١٥٨/١، رقم الحديث: ٧٥٧، ٧٥٨، أبواب الصوم، باب ما جاء في العمل في أيام العشر)

في حديث أبي قتادة مرفوعاً: "صيام يوم عرفة أني أحتسب على الله أن يكفر السنة التي بعده والسنة التي قبله". (الصحيح لمسلم: ١٥٧/١، كتاب الصيام، باب استحباب صيام ثلاثة أيام من كل شهر، وصوم يوم عرفة)

صوم يوم عرفة: وهو تاسع ذي الحجة لغير الحاج، لخبر مسلم: "صيام يوم عرفة أحتسب على الله أنه يكفر السنة التي قبله، والسنة التي بعده"، وهو أفضل الأيام لخبر مسلم: "ما من يوم أكثر من أن يعتق الله فيه من النار من يوم عرفة"

وأما قوله ﷺ: "خير يوم طلعت فيه الشمس يوم الجمعة"، فمحمول على غير يوم عرفة بقرينة ما ذكر. (الفقه الإسلامي وأدلته: ٥٨٩/٢)

(٢) یوم عرفہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے، کہ عرفہ اور عرفات ایک ہی مقام کا نام ہے عرفہ اور عرفات، مکہ مکرمہ سے مشرق کی طرف تقریباً نو میل یعنی چودہ کلومیٹر کے فاصلے پر ایک

میدان ہے، جہاں حاجی نویں ذی الحجہ کو وقوف کرتے ہیں، جو کہ حج کا رکن اعظم ہے، عرفہ اور عرفات دونوں ہی ع، راور ف، کے زبر کے ساتھ ہے، اس مقام کو عرفہ یا عرفات اس وجہ سے کہا جاتا ہے، اس بابت مختلف اقوال نقل کیے گئے ہیں۔

(۱) بعض حضرات کا خیال ہے کہ اسی مقام پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو طریقہ حج کی معرفت عطا کی تھی۔

(۲) بعضوں کا خیال ہے کہ جنت سے اتارے جانے کے بعد یہیں پر حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حواء علیہا السلام میں تعارف ہوا تھا۔

(۳) ایک قول یہ ہے کہ "عِرف"؛ ع کے زیر کے ساتھ سے ماخوذ ہے۔ جو "صبر" کے معنی میں ہے، یہاں تک پہنچنے میں آبلہ پائی کرنی ہوتی ہے اور اس پر صبر کی راہ اختیار کی جاتی ہے، اسی سبب یہ عرفہ، یا عرفات کہلاتا ہے۔

(۴) ایک قول یہ بھی ہے کہ اس مقام پر حج کے موقع سے لوگ اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں۔

وعرفة وعرفات واحد عند أكثر أهل العلم، وليس كما قال بعضهم إن عرفة مولّد وعرفة حدها من الجبل المشرف على بطن عرنة إلى جبال عرفة وقرية عرفة: موصل النخل بعد ذلك بميلين، وقيل في سبب تسميتها بعرفة: إن جبرائيل عليه السّلام عرّف إبراهيم عليه السلام المناسك فلما وقفه بعرفة، قال له: عرفت؟ قال: نعم! فسميت عرفة. ويقال: بل سميت بذلك؛ لأن آدم وحواء تعارفا بها بعد نزولهما من الجنة، ويقال: إن الناس يعترفون بذنوبهم في ذلك الموقف، وقيل: بل سمي بالصبر على ما يكابدون في الوصول إليها؛ لأن العرف الصبر، قال الشاعر:

قل لابن قيس أخي الرقيات ما أحسن العرف في المصيبات

وقال ابن عباس: حدّ عرفة من الجبل المشرف على بطن عرنة إلى جبالها إلى قصر آل مالك، ووادي عرفة. وقال البشاري: عرفة قرية فيها مزارع وخضر ومباطخ وبها دبيور حسنة لأهل مكة ينزلونها يوم عرفة، يسكنها :يروى عن ابن أبي مليكة، وروى عنه أبو الحجاج، والنصر بن طاهر.....

تضوّع مسكا بطن نعمان إذ مشت به زينب في نسوة عطر.....

وقامت ترائى يوم جمع فأفتنت برؤيتها من راح من عرفات

(معجم البلدان: ٤/ ١٠٤)

(٣) واضح رہے کہ مذکورہ سوالات کا تعلق اختلافِ مطالع کے ساتھ ہے، اس لیے فقہاءِ حنفیہ میں سے علامہ زیلعیؒ اور علامہ کاسانیؒ جیسے جلیل القدر فقہاء نے اختلافِ مطالع کو ترجیح دیا ہے، نیز اکابرِ دیوبند میں سے بھی بعض حضرات نے اس کو راجح قرار دیا ہے، جیسے: مولانا انور شاہ کشمیریؒ، مولانا شبیر احمد عثمانیؒ، مولانا مفتی محمد شفیعؒ اور مولانا محمد یوسف بنوریؒ۔

اب اختلاف اس میں ہے کہ کیا اس طرح اختلافِ مطالع کے ہوتے ہوئے شرعی احکام میں اس کا اعتبار ہو یا نہیں؟ اس میں فقہاء کے تین مسلک ہیں:

(الف)..... امام صاحبؒ اس کو ظاہر الروایہ بھی کہتے ہیں کہ اختلافِ مطالع کا کوئی اعتبار نہیں۔

(واختلاف المطالع) .....(غير معتبر على) ظاهر (المذهب) ....
(فيلزم أهل المشرق برؤية أهل المغرب).

(ب)..... ہر جگہ ہر حال میں اختلافِ مطالع کا اعتبار کیا جائے گا۔

(ج)..... بلاد قریبہ میں تو اختلافِ مطالع نہیں، البتہ بلاد بعیدہ میں اس کا اعتبار ہو گا، اس وجہ سے اس کو نظر انداز نہیں کیا جائے گا۔ اس قول کو علامہ زیلعیؒ اور صاحب البدائع نے ترجیح دی ہے۔ علامہ زیلعیؒ فرماتے ہیں:

"والاشبہ أن یعتبر؛ لأن کل قوم مخاطبون بما عندھم".

فتاوی تاتارخانیہ میں حضرت ابن عباسؓ سے بھی یہی منقول ہے کہ ہر ملک کی رؤیت کا اعتبار ہوگا؛

"وعن ابن عباسؓ أنه یعتبر في حق کل بلدة رؤیة أهلها".

امام قدوریؒ سے بھی یہی منقول ہے۔ سنن ترمذی میں حضرت کریبؓ سے بھی یہی منقول ہے۔

حضرت مولانا مفتی شفیعؒ، حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کے متعلق لکھتے ہیں کہ انہوں نے "فتح الملہم شرح مسلم" میں اس آخری قول کو ترجیح کے لیے ایسی چیز کی طرف توجہ دلائی ہے کہ اس پر نظر کرنے کے بعد اس قول کی ترجیح واضح ہو جاتی ہے، خصوصاً اس زمانے میں جب کہ مشرق و مغرب کے فاصلے چند گھنٹوں میں طے ہو رہے ہیں، وہ یہ کہ قرآن و سنت میں یہ بات منصوص اور قطعی ہے کہ کوئی مہینہ انتیس دن سے کم اور تیس دن سے زیادہ نہیں۔ اگر مغرب اور مشرق کے اختلافِ مطالع کو نظر انداز کیا جائے تو اس نص قطعی کے خلاف یہ لازم آئے گا کہ کسی شہر میں اٹھائیس تاریخ کو کسی بعید ملک سے اس بات کی شہادت پہنچ جائے گی۔ آج وہاں چاند دیکھ لیا گیا ہے تو اگر اس شہر کو دوسرے کے تابع کیا جائے تو اس کا مہینہ اٹھائیس کا رہ جائے گا، جو شریعت کے مقرر کردہ حساب سے کم یا زیادہ بن جاتا ہے، جو صحیح نہیں۔ علامہ عثمانیؒ کی اس تحقیق سے اس کا بھی فیصلہ ہو گیا کہ بلادِ قریبہ اور بعیدہ میں قرب اور بعد کا معیار کیا ہے، اور کتنی مسافت ہوگا، وہ یہ کہ جن بلاد میں اتنا فاصلہ ہو کہ ایک

جگہ کی رؤیت دوسری جگہ کے اعتبار سے مہینہ اٹھائیس یا اکتیس کا رہ جائے وہاں اختلاف مطالع کا اعتبار کیا جائے گا جہاں اتنا فاصلہ نہ ہو وہاں نظر انداز کروایا جائے گا۔ اس پر حضرت مفتی شفیعؒ فرماتے ہیں:

''احقر کا گمان ہے کہ امام صاحبؒ اور دوسرے آئمہ نے اختلاف مطالع کو غیر معتبر قرار دیا''۔

اس کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ جن بلاد میں مشرق و مغرب کا فاصلہ ہے وہاں ایک جگہ کی شہادت دوسری جگہ پہنچانا ان حضرات کے لیے محض فرضی قضیہ اور تخیل سے زائد کوئی حیثیت نہیں رکھتا، فرض اور قضایا سے احکام پر کوئی اثر نہیں پڑتا، نادر بحکم معدوم قرار دینا فقہاء میں معروف ہے، اس لیے اختلافِ مطالع کو غیر معتبر قرار پایا۔

لہٰذا دورِ حاضر میں اختلافِ مطالع معتبر ہے اور شرعی احکامات میں مؤثر ہے۔

(۴)....ایام تشریق اور یوم عرفہ ایک ہے، لیکن ہر ملک میں اپنے اپنے مطالع کے اعتبار سے ہوگا، لہٰذا ہر ملک والے اپنے اپنے مطالع کا اعتبار کریں، اس میں حقیقتاً تقدیم و تاخیر نہیں، بلکہ مطالع کے اعتبار سے ہر ملک میں اپنے اپنے وقت پر ہو رہا ہے۔

(۵،۶)..... یومِ عرفہ کے روزہ کے لیے نو ذی الحجہ ضروری ہے، نہ کہ عرفہ کا دن، اسی طرح پاکستان میں اپنے عید کا اعلان کرنا چاہیے۔ پاکستان اور سعودی عرب کے مطالع میں فرق ہے پاکستان والوں کے لیے پاکستان میں چاند دیکھنا ضروری ہے، لہٰذا اختلاف سے بچنے کے لیے عرفہ کا روزہ نو ذی الحجہ کو رکھنا چاہیے۔

(۶)....اسی طرح اگر سعودی عرب میں عید کا دن ہو، اور پاکستان میں نو ذی الحجہ ہو، تو پاکستان میں روزہ رکھنا درست ہے اور اس کو عید کے روزہ سے تعبیر کرنا درست نہیں۔

والدلائل علی ھذا:

قـال العلامة الزيلعي ؒ في الاختلاف المطالع: وَالْأَشبَهُ أَن يُعتَبَرَ؛ لِأَنَّ كُلَّ قَـومٍ مُـخَـاطَبُـونَ بِـمَـا عِـنـدَهُـم، وَانفِصَالُ الهِلَالِ عَن شُعَاعِ الشَّمسِ يَختَلِفُ بِـاختِلَافِ الأَقـطَارِ، حَتَّى إِذَا زَالَتِ الشَّمسُ فِي المَشرِقِ لَا يَلزَمُ مِنهُ أَن تَزُولَ فِي الـمَـغـرِبِ، وَكَـذَا طُـلُوعُ الفَجرِ وَغُرُوبُ الشَّمسِ، بَل كُلَّمَا تَحَرَّكَتِ الشَّمسُ دَرَجَةً فَتِلكَ طُلُوعُ فَجرٍ لِقَومٍ وَطُلُوعُ الشَّمسِ لِآخَرِينَ وَغُرُوبُ بَعضٍ وَنِصفُ لَيلٍ لِغَيرِهِم. (تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق: ١/ ٣١٦)

هَذَا إِذَا كَانَتِ المَسَافَةُ بَينَ البَلَدَينِ قَرِيبَةً لَاتَختَلِفُ فِيهَا المَطَالِعُ، فَأَمَّا إِذَا كَـانَـت بَعِيدَةً فَلَا يَلزَمُ أَحَدَ البَلَدَينِ حُكمُ الآخَرِ؛ لِأَنَّ مَطَالِعَ البِلَادِ عِندَ المَسَافَةِ الفَاحِشَةِ تَختَلِفُ فَيُعتَبَرُ فِي أَهلِ كُلِّ بَلَدٍ مَطَالِعُ بَلَدِهِم دُونَ البَلَدِ الآخَرِ. (بدائع الصنائع: ٢/١٢٤)

وفي الظهيرة: وعن ابن عباس أنه يعتبر في حق كل بلدة رؤية أهلها....

فأماإذاكان تفاوت يختلف المطالع.....لم يلزم حكم إحدى البلدتين البلدة الأخرى". (الفتاوى التاتارخانية: ٣/٣٦٥)

عـن ابن عباس رضي الله عنه إذا صام أهل بلدة ثلاثين يوماً لرؤية وصام أهـل بـلـدة تسـعة وعشرين يوماً للرؤية فعليهم قضاء يوم، (وفي القدوري) إذا كـان بيـن البـلـدتيـن تفاوتاً لا تختلف المطالع لزم حكم إحدى البلدتين حكم البـلـدة الأخـرى فـأمـا إذا كان تفاوتاً تختلف المطالع لم يلزم إحدى البلدتين حكم البلدة الأخرى.

قـال نـجـم الـدين: أهل سمرقند رأوا هلال رمضان سنة إحدى وثلاثين وخـمسـمائة بسمرقند ليلة الاثنين وصاموا كذلك، ثم شهد جماعة عند قاضي

القضاة يوم الاثنين؛ وهو اليوم التاسع والعشرين، إن أهل كثر رأوا الهلال ليلة الأحد وهذا اليوم آخر الشهر فقضى به ونادى المنادي في الناس أن هذا آخر يوم وغداً يوم العيد، فلما أمسوا لم ير أحد من أهل سمرقند الهلال والسماء مصحية لا علة بها أصلاً ومع هذا عيدوا يوم الثلاثاء.

قال نجم الدين: "وأنا أفتيت بأنه لا يترك التراويح في هذه الليلة ولا يجوز الإفطار يوم الثلاثاء ولا صلاة العيد، قال: فالصحيح هذا، وكأنه مال إلى أن حكم إحدى البلدتين لا يلزم البلدة الأخرى أصلاً وعيد اختلاف المطالع وعلم أن المطالع مختلفة إلا أن تلك المسألة مختلفة". (المحيط البرهاني في الفقه النعماني: ۲/۳۷۹، الفصل الثاني فيما يتعلق برؤية الهلال)

اختلاف المطالع وعورض لهم بحديث كريب: أن أم الفضل بعثته إلى معاوية بالشام، فقال: فقدمتُ الشام فقضيت حاجتها واستُهلَّ على رمضانُ وأنا بالشام فرأيت الهلال ليلة الجمعة، ثم قدمتُ المدينة في آخر الشهر فسألني عبد اللّٰه بن عباس، ثم ذكر الهلال، فقال: متى رأيتم الهلال؟ فقلت: رأيناه ليلة الجمعة، فقال: أنت رأيتَه؟ فقلت: نعم! ورآه الناس وصاموا وصام معاوية. فقال: لكنا رأيناه ليلة السبت فلا نزال نصوم حتى نُكمِل ثلاثين أو نراه، فقلت: ألا نكتفي برؤية معاوية وصومه؟ فقال: لا هكذا أمَرَنا رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلم: وشكّ أحد رواية في نكتفي بالنون أو بالتاء ولا شكّ أنّ هذا أولى؛ لأنّه نصّ وذاك محتمل المراد أنّ كُلّ اهل مطلع مكلفون بالصّوم لرؤيتهم. (الفقه الإسلامي وأدلته: ۱/۳۷۹)

واللّٰه تعالى أعلم بالصواب

کتبہ: محمد کاشف عثمانی
متخصص جامعہ ابوھریرہ خالق آباد نوشہرہ
المرقوم: ۲۵/۱۱/۲۰۱۸

فتوی نمبر: 11

جامعہ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کا فتوی نمبر 2

پاکستان میں یوم عرفہ کس دن ہوگا؟

سوال: ہمارے ملک پاکستان میں ''یوم عرفہ'' کا دن سعودی عرب کے عرفہ کے دن کے مطابق ہوگا، یا ہمارے ملک کی اسلامی تاریخ کے مطابق ہوگا، جو کہ ایک دن بعد ہوتا ہے اور سعودی عرب میں عید کا دن ہوتا ہے؟ یہاں ہمارے علاقے میں بعض لوگ عرفہ میں سعودی عرب کے ساتھ مطابقت پر زور دیتے ہیں اور سعودی عرب کے ساتھ عرفہ نہ کرنے کو جہالت کہتے ہیں، مہربانی کر کے وضاحت فرمادیں؟

جواب: سب سے پہلے یہ نکتہ واضح ہونا چاہیے کہ نو ذی الحجہ کو ''یوم عرفہ'' کیوں کہا جاتا ہے، فقہاء نے اس تاریخ کو ''یوم عرفہ'' کہنے کی تین وجوہات ذکر کی ہیں۔

(۱)..... نو ذی الحجہ کو حج کرنے والے میدانِ عرفات میں وقوف کرتے ہیں، اس لیے اس دن کو ''یوم عرفہ'' کہہ دیا جاتا ہے۔

(۲)..... حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نو ذی الحجہ کے روز حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حج کے مناسک سکھائے تھے؛ اس لیے اس دن کو مناسکِ حج کی معرفت حاصل ہونے کی بنا پر ''یوم عرفہ'' کہا جاتا ہے۔

(۳)..... حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آٹھ ذی الحجہ کی رات خواب میں اپنے بیٹے کو ذبح کرتے دیکھا، دن بھر اس خواب کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونے، یا نہ ہونے کے بارے میں آپ علیہ السلام سوچتے رہے، پھر نو ذی الحجہ کی رات یہی خواب نظر آیا تو انہیں اس خواب کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونے کا یقین ہوگیا، چنانچہ نو ذی الحجہ کے دن حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس حقیقت کی معرفت حاصل ہونے کی بنا پر اس دن کو ''یوم

عرفہ'' کہا جاتا ہے۔

مذکورہ تفصیل سے واضح ہوگیا کہ اس دن کو صرف وقوفِ عرفہ کی بنا پر ہی نہیں، دیگر وجوہات کی بنا پر بھی ''یوم عرفہ'' کا نام دیا گیا ہے۔ اب چونکہ ہمارے ملک اور سعودی عرب میں چاند کی رؤیت میں عموماً فرق ہوتا ہے، لہذا روزہ، عیدین و دیگر عبادات کی طرح اس دن کے حوالے سے بھی ہمارے ملک میں مقامی رؤیت کا اعتبار ہوگا، اور مقامی رؤیت کے اعتبار سے نو ذی الحجہ کی تاریخ ہی ''یوم عرفہ'' کہلائے گی، اور اسی دن عرفہ کا روزہ رکھا جائے گا۔ اس معاملے میں تشدد کا رویہ اختیار کرنا درست نہیں۔

فقط واللہ اعلم

فتوی نمبر: 143901200012

مورخہ: 11 اکتوبر 2018ء

(بحوالہ: banuri.edu.pk)

فتوی نمبر:12

دارالعلوم دیوبند کا فتوی

سوال#28641:(ا) یوم عرفہ کسے کہتے ہیں؟

(۲) کیا جس دن سعودی عرب میں حجاج کرام میدان عرفات میں سکوت کرتے ہیں، اسی دن سے ساری دنیا کا یوم عرفہ ہوگا؟

(۳) کیا پاکستان کے لوگ عرفہ کا روزہ سعودی عرب کے یوم عرفہ کے مطابق رکھیں، یا کسی اور حساب کے مطابق روزہ رکھیں، اس کے لیے کیا حساب ہوگا؟ براہ کرم! تینوں سوالوں کا جواب تفصیل سے دیں۔

جواب#28641:(ا) نویں ذی الحجہ کا دن، عرفہ دن ہوتا ہے۔

(۲) ایسا نہیں ہے، ہر شخص اپنے علاقے اور ملک کی رؤیت کا پابند ہوتا ہے، پاکستان والے اپنے یہاں کی رؤیت کے حساب سے عرفہ منائیں گے۔ سعودیہ والے اپنی رؤیت کے اعتبار سے عرفہ منائیں گے اور حج کریں گے۔ پاکستان والوں کے لیے سعودیہ کے حساب سے عرفہ منانا جائز نہیں۔ یہاں سے وہاں تک میں ایک دن کا تاریخ میں فرق رہتا ہے۔ اگر سعودیہ کے حساب سے پاکستان والوں نے روزہ رکھا تو ان کا عرفہ کا روزہ صحیح نہ ہوگا۔

واللہ تعالیٰ اعلم

دارالافتاء، دارالعلوم دیوبند

بمورخہ: ۳ جون ۲۰۱۱ء

بحوالہ:

(http /www darulifta-deoband com/home/ur/Hajj--Umrah/28641)

محققین علماء کرام کی تحقیق

عرفہ کا روزہ کس اعتبار سے رکھا جائے؟
متکلم اسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب کی تحقیق

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا مِن يَومٍ أَكثَرَ مِن أَن يُعتِقَ اللّٰهُ فِيهِ عَبدًا مِنَ النَّارِ مِن يَومِ عَرَفَةَ، وَإِنَّهُ لَيَدنُو ثُمَّ يُبَاهِي بِهِمِ المَلَائِكَةَ فَيَقُولُ: مَا أَرَادَ هَؤُلَاءِ؟ (صحيح مسلم: ج ١،ص ٤٣٦، كتاب الحج، باب فضل يوم عرفة)

ترجمہ: کوئی دن ایسا نہیں جس میں اللہ تعالیٰ عرفہ کے دن سے زیادہ بندوں کو جہنم سے نجات دیتے ہوں۔ اس دن اللہ تعالیٰ بندوں کے قریب ہوتے ہیں۔ پھر فخر کے طور پر فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ یہ بندے کیا چاہتے ہیں؟

حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

سُئِلَ عَن صَومِ يَومِ عَرَفَةَ، فَقَالَ: يُكَفِّرُ السَّنَةَ المَاضِيَةَ وَالبَاقِيَةَ. (صحيح

مسلم: ج ١، ص ٣٦٨، كتاب الصيام، باب استحباب صيام ثلاثة أيام من كل شهر، وصوم يوم عرفة، وعاشوراء والاثنين والخميس)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے عرفہ کے دن کے روزے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ روزہ ایک سال گزشتہ اور ایک سال آئندہ کے گناہوں کا کفارہ کردیتا ہے۔

ان دو روایات سے عرفہ کے دن کی فضیلت واضح ہوتی ہے، خصوصاً دوسری حدیث مبارک سے عرفہ کے روزے کا عظیم ثواب معلوم ہوتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ''عرفہ کا روزہ'' رکھنے میں کس چیز کا اعتبار کیا جائے؟ سعودی عرب کے یوم عرفہ کا، یا ہر ملک کے ٩ ذی الحجہ کا؟

• تو اہل السنۃ والجماعۃ کا موقف یہ ہے کہ جس ملک میں جب ٩ ذی الحجہ ہوگی، وہ دن اسی ملک کا یوم عرفہ ہوگا اور وہاں کے لوگوں کا اسی دن روزہ رکھنا یوم عرفہ کا روزہ رکھنا ہی شمار ہوگا۔ گویا روزہ رکھنے کی بنیاد چاند دیکھنے پر ہے، سعودی عرب کے ''یوم عرفہ'' پر نہیں۔

اس موقف کی دلیل حضرت ابوقتادہ انصاریؓ کی روایت کردہ مذکورہ حدیث مبارک ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ ایک سال گزشتہ اور ایک سال آئندہ گناہوں کا کفارہ کردیتا ہے۔ (صحیح مسلم: ج ١، ص ٣٦٨)

اس حدیث کے حوالے سے بنیادی طور پر دو باتیں سمجھنے کی ہیں:

پہلی بات:

اللہ کے نبی ﷺ نے اس روایت (يُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ وَالْبَاقِيَةَ) میں روزے کی فضیلت بتائی ہے اور روزے کے متعلق ایک عام قانون ہے کہ روزہ چاند دیکھ کر ہی رکھا جاتا ہے۔ حدیث مبارک میں ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوْ قَالَ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ.

(صحيح البخاري: ج ۱، ص ۲۵۵، كتاب الصوم، باب قول النبي ﷺ إِذَا رَأَيْتُمُ الهِلَالَ فَصُومُوا وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا-یا-ابوالقاسم ﷺ نے فرمایا: چاند دیکھ کر روزہ رکھا کرو اور چاند کو دیکھ کر ہی روزوں کا اختتام کیا کرو۔

یہ حدیث روزہ کے بارے میں عام ہے خواہ کوئی بھی روزہ ہو۔اس کی رو سے ہر روزہ میں اپنے اپنے ملک کی رؤیت کا اعتبار ہوگا نہ کہ محض سعودی عرب کی رؤیت کا، چنانچہ رمضان کا روزہ بھی اپنے اپنے ملک کی رؤیت کے اعتبار سے ہوگا کہ جب رمضان کا چانظر آئے روزہ رکھ لیا جائے اوز جب شوال کا چاند نظر آئے روزہ رکھنا ختم کرلیا جائے ،یعنی: عید کرلی جائے ۔اسی طرح جس دن سعودی عرب میں ذوالحجہ کی ۹ تاریخ ہو وہاں عرفہ کا روزہ رکھ لیا جائے اور جس دن دیگر ممالک میں ۹ ذوالحجہ ہوتو اسی دن ان ممالک میں عرفہ کا روزہ رکھ لیا جائے۔

دوسری بات:

سورج اور چاند کے بارے میں یہ بات تو حقیقت ہے کہ ایک جگہ سورج طلوع ہوتا ہے تو وہاں دن ہوتا ہے اور اسی وقت یہی سورج کسی دوسری جگہ غروب ہوتا ہے تو وہاں رات ہوتی ہے۔یہی حال چاند کا ہے کہ کہیں مکمل ہو کر نظر آتا ہے اور کہیں ابھی مکمل نہیں ہوتا تو نظر بھی نہیں آتا، بلکہ ایک آدھ دن بعد جب مکمل ہوتا ہے تو مطلع پر نمودار ہوتا ہے۔پتا چلا کہ اختلاف مطالع کا وجود ہے۔اب اس اختلاف مطالع کا اعتبار ہے یا نہیں؟ یعنی: ایک علاقہ کی رؤیت دوسرے علاقہ کے لیے بھی معتبر ہوگی یا نہیں؟

تو اس بارے میں احناف کا راجح موقف یہ ہے کہ بلادِ بعیدہ جن کے طلوع وغروب میں کافی فرق پایا جاتا ہے تو ان کی رؤیت ایک دوسرے کے حق میں معتبر نہیں ہے، البتہ بلادِ قریبہ میں معمولی فرق ہوتا ہے، اس لیے اسے نظر انداز کیا جائے گا اور ان کی رؤیت ایک دوسرے کے حق میں معتبر ہوگی۔ گویا بلادِ بعیدہ میں اختلاف مطالع معتبر ہے اور قریبہ میں معتبر نہیں۔

اختلاف مطالع کے معتبر ہونے کی دلیل یہ حدیث مبارک ہے:

عَن كُرَيبٍ أَنَّ أُمَّ الفَضلِ بِنتَ الحَارِثِ بَعَثَتهُ إِلَى مُعَاوِيَةَ بِالشَّامِ. قَالَ: فَقَدِمتُ الشَّامَ. فَقَضَيتُ حَاجَتَهَا، وَاستُهِلَّ عَلَيَّ رَمَضَانُ وَأَنَا بِالشَّامِ فَرَأَيتُ الهِلَالَ لَيلَةَ الجُمُعَةِ، ثُمَّ قَدِمتُ المَدِينَةَ فِي آخِرِ الشَّهرِ، فَسَأَلَنِي عَبدُ اللهِ بنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا، ثُمَّ ذَكَرَ الهِلَالَ، فَقَالَ: مَتَى رَأَيتُمُ الهِلَالَ، فَقُلتُ: رَأَينَاهُ لَيلَةَ الجُمُعَةِ، فَقَالَ: أَنتَ رَأَيتَهُ، فَقُلتُ: نَعَم وَرَآهُ النَّاسُ وَصَامُوا وَصَامَ مُعَاوِيَةُ فَقَالَ: لَكِنَّا رَأَينَاهُ لَيلَةَ السَّبتِ فَلَا نَزَالُ نَصُومُ حَتَّى نُكمِلَ ثَلَاثِينَ أَو نَرَاهُ، فَقُلتُ: أَوَ لَا تَكتَفِي بِرُؤيَةِ مُعَاوِيَةَ وَصِيَامِهِ، فَقَالَ: لَا هٰكَذَا أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ. (صحيح مسلم: ج١، ص٣٤٨، كتاب الصوم، باب بيان أن لكل بلد رؤيتهم)

ترجمہ: حضرت کریب سے روایت ہے کہ حضرت ام الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہا نے انہیں (کسی کام کے لیے) حضرت معاویہؓ کے پاس ملک شام میں بھیجا۔ حضرت کریب فرماتے ہیں: میں شام گیا اور ام الفضل کا کام مکمل کیا۔ شام ہی میں، میں نے رمضان کا چاند دیکھا۔ رمضان کا یہ چاند میں نے جمعہ کی رات کو دیکھا۔ پھر مہینہ کے آخر میں، میں (اپنا کام کر کے) واپس لوٹا۔ یہاں آیا تو حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

نے مجھ سے پوچھا کہ تم نے ملک شام میں چاند کب دیکھا؟ میں نے عرض کیا کہ ہم نے وہاں چاند جمعہ کی رات کو دیکھا تھا۔ انہوں نے پوچھا: کیا تم نے خود چاند دیکھا ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں! میں نے بھی دیکھا اور سب لوگوں نے دیکھا، سب نے روزہ رکھا اور خود حضرت امیر معاویہؓ نے بھی روزہ رکھا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہم نے تو ہفتہ کی رات چاند دیکھا ہے اور ہفتہ سے روزہ شروع کیا ہے، ہم تو تیس روزے پورے کریں گے، یا یہ کہ چاند نظر آ جائے۔ میں نے کہا: کیا حضرت امیر معاویہؓ کے چاند دیکھنے اور روزہ رکھنے کو آپ کافی نہیں سمجھتے؟ آپ نے فرمایا: ہرگز نہیں، ہمیں رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح حکم فرمایا ہے۔

اس حوالے سے محققین کی آراء پیش ہیں جنہوں نے بلادِ بعیدہ میں اختلاف مطالع کا اعتبار کیا ہے:

☆...حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما (ت ۶۸ھ) کا موقف بیان کرتے ہوئے علامہ عالم بن العلاء الانصاری الاندرپتی الدہلوی (ت ۷۸۶ھ) لکھتے ہیں:

وعن ابن عباس رضي الله عنهما: أنه يعتبر في حق كل بلدة رؤية أهلها.

(الفتاوی التاتارخانية: ج۲، ص۲۶۹، كتاب الصوم، الفصل الثاني فيما يتعلق برؤية الهلال)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ ہر ملک والوں کے لیے ان کی رؤیت معتبر ہوگی۔

☆...امام ابوالحسن احمد بن محمد بن احمد القدوری الحنفی (ت ۴۲۸ھ) کا موقف بیان کرتے ہوئے علامہ عالم بن العلاء الانصاری الاندرپتی الدہلوی (ت ۷۸۶ھ) لکھتے ہیں:

إذا كـان بيـن البلدتين تفاوت لايختلف المطالع لزم حكم أهل إحدى البلدتين البلدة الأخرى فأما إذا كان تفاوت يختلف المطالع لم يلزم حكم إحدى البلدتين الأخرى. (الفتاوىٰ التاتارخانيه: ج٢، ص ٢٦٩)

ترجمہ: جب دوملکوں میں اتنا (کم) فاصلہ ہو کہ دونوں کے مطالع میں کوئی فرق نہ آئے تو ایک کی رؤیت دوسرے پر لازم ہوتی ہے اور اگر اتنی دوری ہو کہ مطالع میں فرق آجاتا ہو تو ایک کی رؤیت دوسرے پر لازم نہ ہوگی۔

☆ ....**علامہ علاء الدین ابوبکر بن مسعود بن احمد الکاسانی (ت ۵۸۷ھ) فرماتے ہیں:**

هَـذَا إذَا كَـانَـت المَسَافَةُ بَينَ البَلَدَينِ قَرِيبَةً لَا تَختَلِفُ فِيهَا المَطَالِعُ، فَأَمَّا إذا كَـانَـت بَـعِيـدَةً، فَلَا يَـلـزَمُ أَحَـدَ البَلَدَينِ حُكْمُ الآخَرِ؛ لِأَنَّ مَطَالِعَ البِلَادِ عِندَ المَسَـافَةِ الـفَـاحِشَةِ تَـختَـلِفُ فَيُـعتَبَـرُ فِي أَهلِ كُلِّ بَلَدٍ مَطَالِعُ بَلَدِهِم دُونَ البَلَدِ الآخَرِ. (بدائع الصنائع. ج٢، ص٨٣)

ترجمہ: یہ (اختلافِ مطالع کا اعتبار نہ کرنا) اس وقت ہے جب دوملکوں کا فاصلہ اتنا قریب ہو کہ مطالع کا فرق نہ پڑتا ہو لیکن اگر فاصلہ دور کا ہو تو ایک ملک کی رؤیت دوسرے پر لازم نہیں اس لیے کہ ممالک کے مطالع کے لمبے لمبے فاصلوں کی وجہ سے یکسر مختلف ہوجاتے ہیں۔ اس لیے ہر ملک کے لیے اس کے اپنے مطلع کا اعتبار ہوگا، دوسرے ملک کا اعتبار نہ ہوگا۔

☆ ...**امام فخر الدین عثمان بن علی الزیلعی الحنفی (ت ۷۴۳ھ) فرماتے ہیں:**

والأشبه أن يعتبر لأن كل قوم مخاطبون بما عندهم. (تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق: ج١، ص٣٢١)

خاتم المحدثین علامہ سید انور شاہ کشمیری (ت۱۳۵۲ھ) فرماتے ہیں.

أقول: لا بدّ من تسليم قول الزيلعي، وإلا فيلزم وقوع العيد يوم السابع والعشرين، أو الثامن والعشرين؛ أو يوم الحادي والثلاثين، أو الثاني والثلاثين فإن هلال بلاد قسطنطنية رُبما يتقدم على هلالنا بيومين فإذا صمنا على هلالنا ثم بلغنا رؤية هلال بلاد قسطنطنية يلزم تقديم العيد. (العرف الشذي على الجامع الترمذي: ج ٢، ص ٢١٧)

ترجمہ: میں کہتا ہوں کہ علامہ زیلعی کی بات کو ماننا ضروری ہے (کہ بلادِ بعیدہ میں اختلاف مطالع معتبر ہے) وگرنہ لازم آئے گا کہ عید ۲۷، ۲۸، یا ۳۱، ۳۲ تاریخ کو ہو، اس لیے ملک قسطنطینہ میں چاند کبھی ہم سے دو دن پہلے آتا ہے۔ اگر ہم اپنے چاند کے اعتبار سے روزہ رکھ لیں پھر ملک قسطنطینہ سے چاند نظر آنے کی خبر موصول ہو تو عید پہلے کرنا پڑے گی۔

☆... مفتی محمد شفیع عثمانیؒ (ت۱۳۹۶ھ) لکھتے ہیں:

آج تو ہوائی جہازوں نے ساری دنیا کے مشرق ومغرب کو ایک کر ڈالا ہے۔ ایک جگہ کی شہادت دوسری جگہ پہنچنا قضیہ فرضیہ نہیں، بلکہ روزمرہ کا معمول بن گیا ہے اور اس کے نتیجہ میں اگر مشرق کی شہادت مغرب میں اور مغرب کی مشرق میں حجت مانی جائے تو کسی جگہ مہینہ اٹھائیس دن کا اور کسی جگہ اکتیس دن کا لازم آئے گا، اس لیے بلادِ بعیدہ میں جہاں مہینہ کے دنوں میں کمی بیشی کا امکان ہو اختلافِ مطالع کا اعتبار کرنا ہی ناگزیر اور مسلک حنفیہ کے عین مطابق ہوگا۔ (جواہر الفقہ: ج ۳، ص ۴۸۲۔۴۸۳)

صحیح مسلم کی اس حدیث مبارک اور محققین کی تحقیقات سے ثابت ہوا کہ بلادِ بعیدہ میں جہاں مہینہ کے دنوں میں کمی بیشی کا امکان ہو، وہاں اختلافِ مطالع کا اعتبار کرنا ضروری ہے، چونکہ سعودی عرب اور اس کے بلادِ بعیدہ کے درمیان مطالع کے اعتبار سے

بہت زیادہ فرق پایا جاتا ہے، اس لیے بلادِ بعیدہ میں سعودی عرب کے یوم عرفہ کا اعتبار کرتے ہوئے روزہ رکھنا صحیح نہیں ہوگا۔ لہذا جن جن علاقوں میں ۹ ذی الحجہ جس دن بنے اسی دن کا روزہ "یوم عرفہ" کا روزہ کہلائے گا، سعودی عرب کے یوم عرفہ کا ۹ ذی الحجہ دوسرے ممالک کے لیے حجت نہ ہوگا۔

بعض لوگوں کا موقف:

آج کل بعض لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ دنیا بھر کے مسلمانوں کو اس دن روزہ رکھنا چاہیے جس دن حجاج کرام میدان عرفات میں جمع ہوں، خواہ دیگر ممالک میں اس دن کی تاریخ کچھ بھی ہو۔ آج کل کے تیز تر وسائلِ نقل وحرکت اور ذرائع ابلاغ کے ذریعے ہمیں فوراً پتا چل جاتا ہے کہ حجاج کے لیے عرفہ کا دن کب ہوگا، کیونکہ حجاجِ کرام کے میدان عرفات میں ہونے کی خبر لحہ بہ لحہ دنیا بھر میں پہنچ رہی ہوتی ہے، لہذا سعودی عرب کے یوم عرفہ ہی کو معیار مانا جائے۔

یہ لوگ اپنی بات پر دو دلیلیں پیش کرتے ہیں:

پہلی دلیل:

احادیث میں جو فضیلت وارد ہوئی ہے وہ عرفہ کے روزے کی ہے، ۹ ذی الحجہ کے روزے کی نہیں ہے۔ کسی ایک احادیث میں "۹ ذی الحجہ" کے روزہ رکھنے کے الفاظ نہیں آئے اور یہ بات واضح ہے کہ "یوم عرفہ" صرف اسی دن کو کہتے ہیں جس دن سعودی عرب میں حجاج کرام میدانِ عرفات میں جمع ہوتے ہیں۔

جواب نمبر ۱:

۹ ذی الحجہ کے روزے کو "یوم عرفہ کا روزہ" مدینہ منورہ کے ماحول کے حساب سے کہہ دیا گیا، اس لیے کہ مدینہ منورہ میں یوم عرفہ ۹ ذی الحجہ ہی کو ہوتا ہے، اس قسم کے انداز

بیان خود احادیث سے ثابت ہیں، مثلاً: ایک حدیث میں ہے:

عن أبي هريرة، قال: قال رسول الله ﷺ مابين المشرق و المغرب قبلة.

(سنن الترمذي: ج ۱، ص ۱۸۷، باب ماجاء في أن بين المشرق و المغرب قبلة)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مشرق و مغرب کے درمیان تمہارا قبلہ ہے۔

اب اگر کوئی پاکستان، یا ہندوستان کا رہنے والا مسلمان اس حدیث کے ظاہری الفاظ کو مدنظر رکھ کر اپنے قبلے کا تعین کرنے لگے تو یقیناً غلطی کر بیٹھے گا، کیونکہ ان کا قبلہ مشرق و مغرب نہیں، بلکہ شمال و جنوب کی درمیانی سمت ہے۔

تو جس طرح ان ظاہری الفاظ کو مدینہ منورہ کا ماحول دیکھے بغیر دلیل بنا کر پوری دنیا میں ہر جگہ قبلے سمت کا تعین ایک جیسا کریں تو یقیناً خطا ہوگی بالکل اسی طرح اگر "یوم عرفہ کے روزے" کے الفاظ کے ماحول دیکھے بغیر محض ظاہری الفاظ کے پیش نظر ہر جگہ سعودی عرب کے ۹ ذی الحجہ کے تابع بنا کر ہر ملک میں روزے کی بات کی جائے تو یہ بھی یقیناً خطا ہوگی۔

جواب نمبر۲:

مناسکِ حج میں کئی نام محض حج کی وجہ سے رکھے گئے ہیں، مثلاً: "ایامِ تشریق" حج کی قربانی کی وجہ سے نام رکھا گیا ہے اور اسے حاجیوں کے لیے کھانے پینے اور قربانی کرنے کا دن بتلایا گیا ہے، اور یہ بات واضح ہے کہ حاجیوں کے ایام تشریق اور دیگر ممالک کے ایام تشریق الگ الگ ہیں، پوری دنیا میں یہ ایام ہر ملک میں ملک کے قمری مہینے کے حساب سے ۹ ذی الحجہ سے ۱۳ ذی الحجہ کو ہی ہوتے ہیں، نہ کہ سعودی عرب کے اعتبار سے۔ اسی طرح

''یوم عرفہ'' بھی حج کی مناسبت سے ایک نسبت ہے، لیکن روزہ رکھنے کے حوالے سے اس میں بھی ہر ملک کے قمری مہینے کا حساب ہوگا کہ ہر ملک میں ۹ ذی الحجہ کے اعتبار سے روزہ رکھنے کا حکم ہوگا۔

جواب نمبر۳:

یہ بات کہ ''احادیث میں عرفہ کے روزے کی بات آئی ہے، ۹ ذی الحجہ کے روزے کی نہیں'' درست نہیں، کیونکہ ۹ ذی الحجہ کے روزے کا ذکر خود حدیث میں موجود ہے۔ بعض ازواج مطہرات کا بیان ہے:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ تِسْعَ ذِي الْحِجَّةِ، ويوم عَاشُورَاءَ، وَثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِن كُلِّ شَهْرٍ أَوَّلَ اثْنَيْنِ مِنَ الشَّهْرِ وَالْخَمِيسِ. (سنن أبي داؤد: ج ۱، ص ۳۳۱، كتاب الصيام، باب في صوم العشر)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ ذی الحجہ کے (پہلے) نو دن، عاشورہ کے دن، ہر مہینے میں تین دن اور ہر مہینے کے پہلے پیر اور جمعرات کا دن کا روزہ رکھا کرتے تھے۔

اس حدیث میں ذی الحجہ کے نو دنوں میں ۹ ذی الحجہ بھی شامل ہے، جو ازواج مطہرات کی طرف سے صراحت ہے۔ ثابت ہوا کہ یوم عرفہ کے علاوہ ۹ ذی الحجہ کا ذکر خود حدیث میں ہے۔ تو جس طرح تاریخ کے اعتبار سے روزہ رکھنے میں ہر ملک کا اپنا قمری مہینہ بنیاد بنتا ہے، اسی طرح ۹ ذی الحجہ کے روزہ میں بھی ہر ملک کا اپنا قمری مہینہ بنیاد بنے گا۔

دوسری دلیل:

عام روزوں کا سبب ''رؤیت ہلال'' ہے؛

كما قال النبي ﷺ: "صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ"

جبکہ یوم عرفہ کے روزے کے لیے بنیاد اور سبب چاند کو نہیں، بلکہ عرفہ کے دن کو بنایا

گیا ہے۔

جواب نمبرا:

اگر مکہ مکرمہ میں یوم عرفہ (جو مکہ کے اعتبار سے ۹ ذی الحجہ بنتا ہے) کو بنیاد بنا کر تمام ممالک میں اسی دن روزہ کا حکم دیا جائے تو بعض ممالک، مثلاً: لیبیا، تیونس اور مراکش وغیرہ ایسے ہیں جہاں چاند مکہ مکرمہ سے بھی پہلے نظر آتا ہے، یعنی: ان ممالک میں جب ۱۰ ذی الحج کا دن آتا ہے تو مکہ مکرمہ میں اسی دن عرفہ کا دن ہوتا ہے۔ اگر ان ممالک کے لوگ حجاج کرام کے وقوف عرفات والے دن روزہ رکھیں تو یہ گویا ان کے ہاں عید کے دن روزہ ہوا اور اس بات پر اتفاق ہے کہ عید کے دن روزہ ممنوع ہے۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

نهى النبيُّ صلّى الله عليه و سلم: عن صومِ يومِ الفطرِ و النحرِ. (صحيح البخاري: ج١، ص ٢٦٧، كتاب الصوم، باب صوم يوم الفصر)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔

جواب نمبر۲:

مکہ مکرمہ کے یوم عرفہ کو بنیاد بنائیں تو ان بے چارے مسلمانوں کا کیا بنے گا جو ان ملکوں کے رہائشی ہیں جہاں حاجیوں کے وقوف عرفات کے وقت رات ہوتی ہے؟ مثلاً: کیلی فورنیا سے سعودی عرب دس گھنٹے آگے ہے، اگر سعودی عرب میں رات ہوگی تو وہاں دن اور وہاں رات ہوگی تو سعودی عرب میں دن ہوگا۔ اسی طرح نیوزی لینڈ، سعودی عرب سے ۹ گھنٹے آگے ہے، یہاں بھی دونوں ملکوں میں دن رات کا فرق ہے۔ اب جن ممالک میں وقوفِ عرفات کے وقت رات ہوتی ہے تو کیا وہ لوگ رات میں ہی روزہ رکھ لیں؟ اگر جواب ''ہاں'' میں ہے تو یہ بالکل غلط ہے اور اگر جواب ''نہ'' میں ہے تو وقوف عرفات کے معیار بنانے کا دعویٰ غلط ٹھہرتا ہے۔

جواب نمبر۳:

اگر بعض الناس "یوم عرفہ" کو ہی روزے کا سبب بنانے پر اصرار کرتے ہیں، نہ کہ چاند کو تو یہ بات واضح ہے کہ "یوم عرفہ" مناسک حج میں سے ہے اور مناسک حج کے لیے معیار اور بنیاد خود چاند ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

يَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الْأَهِلَّةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ. (سورة البقرة:۱۸۹)

ترجمہ: لوگ آپ سے چاند کے بارے میں پوچھتے ہیں، (ان سے) کہیں کہ یہ لوگوں کے لیے اوقات اور حج کی تعیین کا ذریعہ ہے۔

جب چاند ہی یوم عرفہ کی بنیاد ہے تو اس کے روزے کی بنیاد بھی چاند ہی ٹھہرا.....تو ہر ملک میں اپنے اپنے قمری حساب سے اعراض کرنا یقیناً سمجھ سے بالاتر ہے!!

جواب نمبر۴:

ہماری مذکورہ بات کہ "اختلاف مطالع مقاماتِ بعیدہ میں معتبر ہیں" سے ثابت ہے کہ روزہ رکھنے میں ہر ملک کے اپنے ذی الحجہ کا اعتبار ہوگا، لہذا ہر ملک کے ۹ ذی الحجہ کو ہی اس ملک میں عرفہ کا روزہ رکھنا اصولی طور پر درست اور لائق عمل ہوگا۔ اگر بلادِ بعیدہ میں اختلاف مطالع کا اعتبار نہ کیا جائے تو کیا فریق مخالف اس بات کی اجازت دیں گے کہ:

☆...افطار وسحری کے اوقات بھی وہی ہونا چاہیے جو مکہ مدینہ کے اوقات ہوں۔

☆...نمازوں کے اوقات بھی وہی ہونا چاہیے جو مکہ مدینہ کی نمازوں کے اوقات ہوں۔

یقیناً ایسا نہیں کریں گے۔ تو ثابت ہوا کہ اختلاف مطالع کے پیش نظر خود ان لوگوں کو اقرار ہے کہ ہر ملک کی اپنی رؤیت کا اعتبار ہو......اور یہی بات ہم کہتے ہیں کہ دیگر امور

کی طرح یوم عرفہ کے روزے میں بھی ہر ملک کی اپنی اپنی رؤیت کا اعتبار ہوگا، تاکہ تمام امور میں یکسانیت ہو جائے اور مذکورہ خرابیوں سے بچا جا سکے جو تمام ممالک میں یوم عرفہ ہی کو بنیاد بنانے سے پیش آتی ہیں۔

واللہ اعلم بالصواب

محمد الیاس گھمن

19 اگست 2018ء

یوم عرفہ کا روزہ کب ہوگا؟

ڈاکٹر حضرت محمد رضی الاسلام ندوی صاحب کی تحقیق

احادیث میں یوم عرفہ کے روزے کی غیر معمولی فضیلت بیان کی گئی ہے، حضرت ابو قتادہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

وَصِيَامُ عَرَفَةَ إِنِّي أَحْتَسِبُ عَلَى اللَّهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ وَالسَّنَةَ الَّتِي بَعْدَهُ. (مسلم:1162، ابوداود: 2425، ترمذی:749، ابن ماجہ: 1730، مسنداحمد:22530)

ترجمہ: مجھے اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ وہ یوم عرفہ کے روزے رکھنے کی صورت میں گزشتہ سال اور اگلے سال کے گناہ بخش دے گا۔

کتب حدیث میں مختلف دنوں کے مخصوص نام ملتے ہیں، مثلاً:

(۱) یوم عرفہ: وہ دن جس میں حاجی میدان عرفات میں جمع ہوتے ہیں، یعنی: ۹ ذی الحجہ۔

(۲) یوم النحر: وہ دن جس میں حاجی جانوروں کی قربانی کرتے ہیں، یعنی: ۱۰ ذی الحجہ۔

(۳) یوم عاشورہ: محرم کی دسویں تاریخ، وغیرہ

یوم عرفہ کا روزہ غیر حاجیوں کے لیے مشروع ہے، حاجی میدان عرفات میں روزہ نہیں رکھیں گے، بلکہ جیسا کہ احادیث میں صراحت ہے، یہ ان کے کھانے پینے کا دن ہے۔(دارمی:1805)

چونکہ حاجی میدان عرفات میں ۹ ذی الحجہ کو جمع ہوتے ہیں، اس لیے پوری دنیا کے

مسلمان چودہ سو برس سے اُس دن روزہ رکھتے آئے ہیں، جس دن ان کے ملک میں ۹ ذی الحجہ کی تاریخ ہوتی ہے، لیکن اب بعض حضرات اسے نادرست قرار دینے لگے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ دنیا بھر کے مسلمانوں کو اُس دن روزہ رکھنا چاہیے جس دن حاجی عرفات میں ہوتے ہیں، خواہ ان کے اپنے ملک میں اس دن کی تاریخ کچھ بھی ہو۔

اس کی وہ یہ دلیلیں دیتے ہیں:

(۱)..... احادیث میں جو فضیلت آئی ہے وہ عرفہ کے دن کے روزے کی ہے، ۹ ذو الحجہ کی نہیں ہے، کسی حدیث میں ۹ ذوالحجہ کا روزہ رکھنے کے الفاظ نہیں آئے ہیں، یعنی اس روزے کا تعلق رمضان کی طرح چاند سے نہیں ہے، بلکہ اس کا تعلق عرفہ کے دن سے ہے، اور عرفہ اس دن کو کہتے ہیں جب حاجی عرفات میں اکھٹے ہوتے ہیں۔

(۲)..... کسی بھی ملک سے آنے والا حاجی اپنے ملک کی تاریخ کے حساب سے حج نہیں کرسکتا، حج کا آغاز اہل مکہ کی رؤیت ہلال کے مطابق ہوتا ہے اور عرفات میں بھی حاجی وہاں کی رؤیت کے حساب سے حاضر ہوتے ہیں، پس جس طرح حج کسی دوسرے ملک کی تاریخ کے اعتبار سے نہیں کیا جاسکتا ہے، اسی طرح یوم عرفہ بھی کسی دوسرے ملک کی تاریخ کے مطابق متعین نہیں ہوسکتا۔

(۳)..... پہلے میڈیا، فون اور انٹرنیٹ جیسی سہولتیں نہیں تھیں، جس کی وجہ سے ایک جگہ کے حالات کا علم دوسری جگہوں پر کئی ہفتوں اور مہینوں بعد ہو پاتا تھا۔ اب یہ اضطراری کیفیت ختم ہو چکی ہے اور بروقت اطلاع پوری دنیا میں چند سیکنڈوں میں ہو جاتی ہے، اس لیے اب کوئی شرعی عذر باقی نہیں رہا، اب عرفہ کے دن پوری دنیا کے مسلمان بہ یک وقت روزہ رکھ سکتے ہیں۔

ان دلائل کا جائزہ لینے اور ان تجزیہ کرنے کی ضرورت ہے:

(۱)..... یہ بات صحیح نہیں ہے کہ کسی حدیث میں ۹ ذوالحجہ کے الفاظ نہیں آئے ہیں، اگرچہ زیادہ تر احادیث میں یوم عرفہ کا تذکرہ ہے، لیکن بعض احادیث میں ۹ ذوالحجہ کے الفاظ مذکور ہیں، مثلاً بعض امہات المومنین بیان کرتی ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ تِسعَ ذِي الحِجَّةِ وَيَومَ عَاشُورَاءَ.(ابوداود: 2437، نسائی: 2372،2417، مسند احمد: 22334،27376)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ ذوالحجہ کے ۹ دن اور عاشوراء کے روزے رکھا کرتے تھے۔

(۲)..... حج کا تعلق زمان ومکان دونوں سے ہے۔ حج صرف مخصوص مقامات پر مخصوص دنوں میں ہوسکتا ہے، اس لیے اس کی ادائیگی کے لیے ان مقامات کی تاریخوں کا اعتبار کرنا لازمی ہے، جب کہ نماز وروزہ کا تعلق صرف زمانہ واوقات سے ہے، اس لیے ان کی ادائیگی مسلمان اپنے اپنے علاقوں کی تاریخوں اور اوقات سے کرنے کے پابند ہیں۔

(۳)..... صوم یوم عرفہ کے لیے سعودی عرب کے ۹ ذوالحجہ کی متابعت سے ایک پیچیدگی اور لازم آئے گی، دنیا کے بعض ممالک کی تاریخیں سعودی عرب سے ایک دن پہلے کی ہوتی ہیں، مثلاً: جس دن سعودی عرب میں ۹ ذوالحجہ ہے، اس دن بعض ممالک میں دس ذوالحجہ ہوگا۔ دس ذوالحجہ کو اس ملک کے مسلمان عیدالاضحیٰ منائیں گے اور اس دن ان کے لیے روزہ رکھنا حرام ہوگا، پھر وہ اس دن کو سعودی عرب کی متابعت میں یوم عرفہ مان کر اس میں روزہ کیسے رکھ سکتے ہیں؟

(۴)..... اسلام صرف اکیسویں صدی کا مذہب نہیں ہے، جدید ذرائع ابلاغ سے آج کل معلوم ہوجاتا ہے کہ سعودی عرب میں کس دن یوم عرفہ ہے۔ پہلے کی صدیوں میں جب یہ جاننے کا کوئی ذریعہ نہیں تھا، اس وقت بھی لوگ یوم عرفہ کا روزہ اپنے یہاں کی تاریخ

کے حساب سے رکھتے تھے، آج کل بھی دنیا کے تمام خطوں میں ہر شخص کو جدید ترین سہولیات حاصل نہیں ہیں۔ تمام لوگوں کے لیے اب بھی دوسرے علاقوں کے بارے میں بروقت معلومات حاصل کرنا آسان نہیں ہے، اس لیے اب بھی مناسب، آسان اور قابل عمل یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہر ملک کے لوگ اس دن عرفہ کا روزہ رکھیں جس دن ان کے یہاں ۹ ذوالحجہ ہو۔

(۵)... یوم (دن) کا اطلاق طلوع آفتاب سے غروب افتاب تک کے وقت پر ہوتا ہے اور صوم (روزہ) طلوع فجر سے شروع ہوتا ہے اور غروب آفتاب پر مکمل ہوتا ہے، اگر صومُ یومِ العرفۃ (یوم عرفہ کا روزہ) اس دن رکھنے کی بات کہی جارہی ہے جب سعودی عرب میں ۹ ذی الحجہ ہو تو ساتھ ہی روزہ کے آغاز واختتام کے سلسلے میں بھی سعودی عرب کے اوقات کی پابندی کی بات کیوں نہیں کہی جارہی ہے؟ پھر تو عرفہ کا روزہ دنیا کے ہر خطے میں اس وقت شروع کیا جائے جب سعودی عرب میں ۹ ذی الحجہ کو طلوع فجر کا وقت ہو اور اُس دن اُس وقت افطار کرلیا جائے جب سعودی عرب میں ۹ ذی الحجہ کو غروب آفتاب کا وقت ہو، حالانکہ یہ بات غیر منطقی اور غیر معقول ہوگی، اس لیے کہ روزے کے اوقات کے معاملے میں لوگ اپنے اپنے علاقے کے پابند ہیں۔

اس لیے معقول بات اب بھی یہی معلوم ہوتی ہے کہ دنیا کے دیگر ممالک کے مسلمانوں کو عرفہ کا روزہ سعودی عرب کی تاریخ کے حساب سے رکھنے کا پابند نہ کیا جائے۔ سعودی عرب کے مسلمان اس دن روزہ رکھیں جب ان کے یہاں ۹ ذی الحجہ ہو، اور دوسرے ممالک کے مسلمان اس دن روزہ رکھیں جب ان کے یہاں ۹ ذی الحجہ ہو۔

واللّٰہ أعلم وعلمہ أتم وأکمل

ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی

30اگست2017ء

بحوالہ:(daleel.pk)

یوم عرفہ،نو(۹)ذی الحجہ اور روزے کا حکم
راقم الحروف (مفتی محمد یونس قاسمی) کی تحقیق

ترقی کے اس دور میں جہاں سائنس اور ٹیکنالوجی نے ترقی کی ہے اور پوری دنیا نے ایک گلوبل ویلیج کی صورت اختیار کی ہے، وہاں جدید فقہی مسائل سے بھی امت مسلمہ کا واسطہ پڑا ہے، اور بعض مسائل میں شدید قسم کا اختلاف بھی پایا جاتا ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ ان مسائل میں علماء کرام اور مفتیان عظام بیٹھ کر دلائل کی بنیاد پر بحث کرتے اور ایک صحیح رائے کو ترجیح دے کر عمل پیرا ہوتے، لیکن صد افسوس! اس طرح کے پیچیدہ مسائل کو سنجیدگی سے حل کرنے کے بجائے اس میں اختلاف کر کے ایک گونا ستی شہرت حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور پھر عوام الناس کے سامنے فریق مخالف کی تذلیل کرنا اپنا فریضہ سمجھتے ہیں۔ بہرکیف عوام میں عموماً وخواص میں خصوصاً؛ دونوں میں یوم عرفہ کے روزے کے حوالے سے شدید اختلاف پایا جارہا ہے کہ یومِ عرفہ یعنی: نو ذی الحجہ پاکستان کا صحیح ہے یا سعودی عرب کا؟

ذیل میں اسی سوال کا جواب دلائل کی روشنی میں دینے کی کوشش کی گئی ہے:

یوم عرفہ کے روزہ کی فضیلت والی حدیث مبارک سے استدلال:

یوم عرفہ کے روزے کی فضیلت کے بارے میں سنن ابن ماجہ کی ایک روایت ہے؛

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ، إِنِّي أَحْتَسِبُ عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ وَالَّتِي بَعْدَهُ۔(سنن ابن ماجه: ۵۵۱/۱، رقم الحديث: ۱۷۳۰، كتاب الصيام، باب صيام يوم عرفة)

ترجمہ: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''عرفہ کے دن کا روزہ رکھنا، بے شک میں اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھتا ہوں کہ وہ (روزہ) گزشتہ ایک سال اور آئندہ ایک سال کے لیے گناہوں کا کفارہ ہو''۔

اسی روایت کو سنن ابن ماجہ کے علاوہ صحیح مسلم (حدیث نمبر: 1162)، سنن ترمذی (حدیث نمبر: 749)، شرح معانی الآثار (حدیث نمبر: 3267، 3268)، مصنف ابن ابی شیبہ (حدیث: 9377)، السنن الکبریٰ للنسائی (حدیث نمبر: 2813)، شعب الایمان (حدیث نمبر: 3483، 3484)، صحیح ابن حبان (حدیث نمبر: 3632) وغیرہ کتب حدیث نے نقل کیا ہے۔ ان احادیث مبارکہ میں ''صِیَامُ یَومِ عَرَفَةَ''، یا ''صَومُ یَومِ عَـــرَفَةَ'' کا لفظ آیا ہے۔ اگر غور کیا جائے تو اس میں ''یوم عرفہ'' کا تذکرہ ہے، نہ کہ میدانِ عرفات کا۔ لغت میں بھی ''یوم'' زمانہ کی ایک خاص مقدار کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں ''صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک دورانیہ'' کو کہتے ہیں۔

جب کہ عرفات کے بارے مختلف اقوال ہیں جن کی تفصیل کتاب کے شروع میں گزر چکی ہے، تاہم جمہور علماء کرام کے ہاں یوم عرفہ کا روزہ اپنے اپنے علاقے کے اعتبار و حساب سے رکھا جائے گا، نہ کہ سعودی عرب کے حساب سے۔

اختلاف مطالع کا معتبر ہونا:

جمہور فقہاءِ احناف کے ہاں اختلاف مطالع کو معتبر مانا گیا ہے، کیونکہ جیسے بلادِ بعیدہ کے طلوع آفتاب وغروب آفتاب میں فرق پایا جاتا ہے، اسی طرح رؤیت ہلال کے اعتبار سے ایک علاقے کی رؤیت دوسرے علاقے کے لوگوں کے لیے حجت نہیں۔ اختلافِ مطالع کے معتبر ہونے کی دلیل حضرت کریب رحمہ اللہ تعالیٰ کی حدیث ہے، جو صحیح مسلم نے روایت کی ہے:

عَنْ كُرَيْبٍ أَنَّ أُمَّ الْفَضْلِ بِنْتَ الْحَارِثِ بَعَثَتْهُ إِلَى مُعَاوِيَةَ بِالشَّامِ قَالَ: فَقَدِمْتُ الشَّامَ فَقَضَيْتُ حَاجَتَهَا وَاسْتُهِلَّ عَلَيَّ رَمَضَانُ وَأَنَا بِالشَّامِ فَرَأَيْتُ الْهِلَالَ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ ثُمَّ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فِي آخِرِ الشَّهْرِ فَسَأَلَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ثُمَّ ذَكَرَ الْهِلَالَ فَقَالَ: مَتَى رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ فَقُلْتُ: رَأَيْنَاهُ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ: أَنْتَ رَأَيْتَهُ فَقُلْتُ: نَعَمْ وَرَآهُ النَّاسُ وَصَامُوا وَصَامَ مُعَاوِيَةُ فَقَالَ: لَكِنَّا رَأَيْنَاهُ لَيْلَةَ السَّبْتِ فَلَا نَزَالُ نَصُومُ حَتَّى نُكْمِلَ ثَلَاثِينَ أَوْ نَرَاهُ فَقُلْتُ: أَوَ لَا تَكْتَفِي بِرُؤْيَةِ مُعَاوِيَةَ وَصِيَامِهِ فَقَالَ: لَا هَكَذَا أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.(صحیح مسلم: ٧٦٥/٢، رقم الحدیث: ٢٥٢٨، کتاب الصیام، بَابُ بَيَانِ أَنَّ لِكُلِّ بَلَدٍ رُؤْيَتَهُمْ وَأَنَّهُمْ إِذَا رَأَوُا الْهِلَالَ بِبَلَدٍ لَا يَثْبُتُ حُكْمُهُ لِمَا بَعُدَ عَنْهُمْ)

ترجمہ: حضرت کریب سے روایت ہے کہ حضرت ام الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہا نے مجھے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف ملک شام بھیجا۔ میں شام پہنچا تو میں نے حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا کا کام پورا کیا اور وہیں پر رمضان المبارک کا چاند ظاہر ہو گیا اور میں نے شام میں ہی جمعہ کی رات چاند دیکھا، پھر میں مہینہ کے آخر میں مدینہ آیا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے چاند کا ذکر ہوا تو مجھ سے پوچھنے لگے کہ تم نے چاند کب دیکھا ہے؟ تو میں نے کہا کہ ہم نے جمعہ کی رات چاند دیکھا ہے، پھر فرمایا تو نے خود دیکھا تھا؟ میں نے کہا کہ ہاں! اور لوگوں نے بھی دیکھا اور انہوں نے روزہ رکھا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی روزہ رکھا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہم نے تو ہفتہ کی شب کو دیکھا اور ہم پورے تیس روزے رکھیں گے، یا چاند دیکھ لیں گے۔ تو میں نے عرض کیا کہ کیا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا چاند دیکھنا اور ان کا روزہ

رکھنا کافی نہیں ہے؟ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہمانے فرمایا نہیں! رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اسی طرح کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

یہی روایت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب سنن ترمذی (حدیث نمبر:693) میں نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

حَدِيثُ ابنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ وَالعَملُ عَلَى هذا الحَدِيثِ عِندَ أهلِ العِلمِ أنَّ لِكُلِّ أهلِ بَلَدٍ رُؤيَتَهُم. (سنن الترمذی: ٦٧/٣)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث حسن صحیح غریب ہے اور اہل علم کا اسی پر عمل ہے کہ ہر شہر والوں کے لیے ان کے خود چاند دیکھنے کا اعتبار ہوگا۔

علاوہ ازیں حنفیہ کے معتبر کتب، مثلاً: فتاوی تاتارخانیہ، بدائع الصنائع، تبیین الحقائق وغیرہ نے بھی اختلاف مطالع کو معتبر ماننے کو راجح قرار دیا ہے۔

ازواج مطہرات کے بیان سے استدلال:

سنن ابوداود کی روایت میں ہے:

هُنَيدَةَ بنِ خَالِدٍ عَنِ امرَأَتِهِ عَن بَعضِ أزوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ قَالَت: كَانَ رَسُولُ اللّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ يَصُومُ تِسعَ ذِي الحِجَّةِ. (سنن أبی داود: ٢/ ٣٢٥، رقم الحديث: ٢٤٣٧، كتاب الصوم، بَابٌ فِي صَومِ العَشرِ)

ترجمہ: ہنیدہ بن خالد کی بیوی سے روایت ہے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی کسی بیوی سے روایت کرتی ہیں، وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ذی الحجہ کے نو دنوں کا روزہ رکھتے۔

سنن نسائی کی روایت میں ہے:

أنَّ رَسُولَ اللّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَصُومُ تِسعًا مِن ذِي الحِجَّةِ. (سنن النسائي: ٤/ ٢٢٠، رقم الحديث: ٢٤١٧، كتاب الصيام، كَيفَ يَصُومُ

ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِن كُلِّ شَهرٍ وَذِكرُ اختِلَافِ النَّاقِلِينَ لِلخبرِ فِي ذٰلِكَ)

مذکورہ احادیث میں صراحت کے ساتھ "یَصُومُ تِسعَ ذِی الحِجَّۃِ" یا "کَانَ یَصُومُ تِسعًا مِن ذِی الحِجَّۃِ" کے الفاظ آئے ہیں، یعنی: آپ ﷺ پہلے نو دن روزہ رکھا کرتے تھے۔

رؤیت ہلال کی احادیث مبارکہ سے استدلال:

صحیح بخاری کی روایت میں ہے:

عَنْ ابنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا، قَالَ: سَمِعتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِذَا رَأَيتُمُوهُ فَصُومُوا وَإِذَا رَأَيتُمُوهُ فَأَفطِرُوا. (صحيح البخاري: ٢٥/٣، رقم الحديث: ١٩٠٠، كتاب الصوم، بَابٌ: هَل يُقَالُ رَمَضَانُ أَو شَهرُ رَمَضَانَ وَمَن رَأَى كُلَّهُ وَاسِعًا)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب رمضان کا چاند دیکھو تو روزہ شروع کردو اور جب شوال کا چاند دیکھو تو روزہ افطار کردو۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالی نے رؤیتِ ہلال کی اہمیت کو دیکھتے ہوئے الگ باب بھی قائم کیا ہے:

بَابُ قَولِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَيتُمُ الهِلَالَ فَصُومُوا وَإِذَا رَأَيتُمُوهُ فَأَفطِرُوا. (صحيح البخاري: ٢٦/٣)

ترجمہ: باب نبی کریم ﷺ کا ارشاد جب تم (رمضان کا) چاند دیکھو تو روزے رکھو اور جب شوال کا چاند دیکھو تو روزے رکھنا چھوڑ دو۔

صحیح مسلم کی روایت ہے: فَصُومُوا لِرُؤيَتِهِ وَأَفطِرُوا لِرُؤيَتِهِ (حدیث نمبر: ۲۴۹۹)، یعنی: چاند دیکھ کر روزے رکھو اور افطار (عید) کرو چاند دیکھ کر۔

ان حدیث مبارکہ میں غور کرنے سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ اصل اعتبار رؤیت کا ہے اور ہر علاقے کے لوگ اپنی رؤیت کا اہتمام کریں گے۔ایک علاقے کی رؤیت دوسرے علاقے کے لوگوں کے لیے معتبر نہیں، جیسے کہ ماقبل اختلافِ مطالع کے عنوان کے تحت گزر چکا۔

کتب لغت سے استدلال:

القاموس الفقہی، معجم لغۃ الفقہاء وغیرہ میں یوم عرفہ کی تعریف اگر دیکھی جائے تو اہلِ لغت کے ہاں بھی یوم عرفہ سے مراد نو (۹) ذی الحجہ ہے، یعنی: ظرف زمان ہے، اس لیے یوم عرفہ سے میدان عرفات میں حاضری کا دن ہرگز مراد نہیں، کیونکہ میدانِ عرفات ظرفِ مکان ہے، لہذا یوم عرفہ سے مراد ذی الحجہ کی نویں تاریخ ہے۔

چنانچہ الدکتور سعدی ابو حبیب اپنی کتاب ''القاموس الفقہی'' میں لکھتے ہیں:

يوم عرفة: تاسع ذي الحجة. (القاموس الفقهي: ٢٤٩، حرف العين، دار الفكر، دمشق۔ سورية)

اسی طرح محمد قلعجی اپنی کتاب ''معجم لغۃ الفقہاء'' میں لکھتے ہیں:

عشر ذي الحجة: الأيام التسعة التي آخرها يوم عرفة، وسميت التسع عشرًا من إطلاق الكل على الاكثر؛ لان العاشر لا يصام. (معجم لغة الفقهاء لمحمد قلعجي: ١٧٥)

ترجمہ: عشرہ ذی الحجہ: نو دن جس کا آخری دن یوم عرفہ ہے، اور نو دنوں کو عشرہ کا نام اس وجہ سے دیا گیا ہے، کیونکہ اکثر کا اطلاق کل پر ہوتا ہے، حالانکہ دسویں ذی الحجہ کو روزہ نہیں رکھا جاتا ہے۔

تاہم علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب ''المغنی'' میں لکھتے ہیں:

فأما يوم عرفة: فهو اليوم التاسع من ذي الحجة. (المغني لابن قدامه: ۱۷۸/۳، كتاب الصيام، مسألة صيام عاشوراء كفارة سنة ويوم عرفة كفارة سنتين)

ترجمہ: یوم عرفہ، ذی الحجہ کی نویں تاریخ ہے۔

وجہ تسمیہ سے استدلال:

وجہ تسمیہ کے بارے میں کئی اقوال ہیں، جیسا کہ کتاب کے شروع میں تفصیلاً ذکر کیے گئے ہیں۔

اگر چہ وجہ تسمیہ میں ایک قول وقوف عرفہ کی طرف نسبت کی وجہ سے بھی ہے، تاہم وقوفِ عرفہ بھی نو ذی الحجہ ہی کو ہوتا ہے، اس لیے اس کو پوری دنیا کے لیے "وقوفِ عرفہ" والے دن کے ساتھ خاص کرنا درست نہیں، جیسا کہ یوم النحر کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس دن قربانی کی جاتی ہے اور اس سے مراد دس ذی الحجہ ہے۔

عقلی دلیل:

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات اور عالمگیر مذہب ہے، اور اس کے احکام آفاقی ہیں، لہذا ہر کسی کو اپنے اپنے علاقہ میں رہ کر بہ آسانی دین پر عمل کرنے کی سہولت ابتداء سے ہی موجود ہے اور قیامت تک موجود رہے گی، کیونکہ یہ فطری نظام ہے۔ اللہ تعالیٰ کو انسانی حالات و کیفیات کا مکمل علم ہے، اس کے عین مطابق انسان کو دینی تعلیمات کا مکلف بنایا۔ اسلام نے کسی کو روزہ اور نماز کی انجام دہی میں مکہ مکرمہ کی تاریخ و تقویم اور وقت معلوم کرنے کی زحمت نہیں دی ہے۔ آج سے ساڑھے چودہ سو سال پہلے نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو یوم عرفہ کا روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ نبی کریم ﷺ کو مسلمانوں کا مستقبل میں دور دراز علاقوں میں رہنے کا بھی اندازہ تھا، جیسا کہ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے، پھر بھی اس

وقت عرفہ کے دن کا روزہ رکھنے کی تعلیم دینا اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ جو مسلمان جس طرح اپنے علاقے کے اعتبار سے رمضان، ایام بیض اور عاشوراء (دس محرم الحرام) کا روزہ رکھتے ہیں۔اسی طرح اپنے علاقے کے اعتبار سے یوم عرفہ کا یعنی نو ذوالحجہ کا روزہ بھی رکھیں۔اگر اسلام وقوف عرفات پر تمام دنیا والوں کو روزہ رکھنے کا حکم دیتا تو ساتھ ہی پوری دنیا کے مسلمانوں کو وقوف عرفات کی اطلاع کا نظام بھی دیتا، جب کہ ٹیکنالوجی کی آمد سے قبل کوئی ایسا ذریعہ نہیں تھا، جس کی مدد سے دنیا کے کونے کونے میں پھیلے مسلمانوں کو وقوف عرفات کی اطلاع دی جاسکے۔آج بھی دنیا کے سارے علاقوں میں رابطوں کی سہولت نہیں اور بہت سارے مقامات پر رہنے والوں کو دنیا کی کوئی خبر نہیں ہوتی، مثلاً: قید خانہ، یا افریقہ کے پسماندہ اور غریب ممالک۔

اگر سعودی عرب یا کسی اور ملک ہی کے ساتھ وقوف عرفات کو اعتبار دیا جائے تو اس جدید سائنسی دور سے قبل جتنے مسلمانوں نے یوم عرفہ کا روزہ اپنے علاقے کی رؤیت ہلال کے اعتبار سے رکھا ہوگا، تو گزرے چودہ صدیوں کے مسلمانوں کے روزوں کا حکم کیا ہوگا؟ لہٰذا ظاہر ہے کہ اُن کے بارے میں بھی یہی کہا جائے گا کہ ہر علاقے کی اپنی رؤیتِ ہلال کے اعتبار سے جس نے نو ذی الحجہ کو روزہ رکھا وہ اس فضیلت کا پانے والا شمار ہوگا۔

یوم عرفہ اور عرفات میں فرق سے استدلال:

لفظِ عرفہ اکثر وعموماً یوم کے ساتھ آتا ہے، مثلاً: یوم عرفہ، بسا اوقات عرفہ کا لفظ وادی کے لیے بھی آتا ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وَعَرَفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ وَوَقَفْتُ هَاهُنَا. (صحيح مسلم: ٨٩٣/٢، رقم الحديث: ٢٩٥٢، كتاب الحج، بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ عَرَفَةَ كُلَّهَا مَوْقِفٌ)

ترجمہ: یہ سارے کا سارا میدان عرفات ٹھہرنے کی جگہ ہے، اور میں یہیں ٹھہرا۔

جب کہ عرفات کا اطلاق سے صرف وادی (مکان) پر ہوتا ہے، اور یہی لفظِ عرفات قرآن کریم میں بھی مذکور ہے، جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

فَإِذَا أَفَضتُم مِن عَرَفَاتٍ فَاذكُرُوا اللَّهَ عِندَ المَشعَرِ الحَرَامِ وَاذكُرُوهُ كَمَا هَدَاكُم. (سورة البقرة: ١٩٨)

ترجمہ: اور جب تم عرفات سے واپس ہو تو اللہ کو یاد کرو مشعر حرام کے نزدیک، اور اس کو یاد کرو جیسا کہ اس نے تمہیں ہدایت دی ہے۔

مسند احمد کی روایت میں ہے:

عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ قَالَ: رَأَيتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّم بِعَرَفَاتٍ وَاقِفًا. (مسند احمد: ٥/٤ ; ٣، رقم الحديث: ٢٥٠٧، من مسند بنى هاشم، مُسنَدُ عَبدِ اللَّهِ بنِ العَبَّاسِ بنِ عَبدِ المُطَّلِبِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّم)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ عرفات کے میدان میں کھڑے ہیں۔

غرض جہاں کہیں بھی نصوص میں عرفات کا لفظ آیا ہے، ان جگہوں پر کہیں بھی یوم عرفات کا لفظ نہیں آیا ہے، بلکہ عموماً وقوف عرفات کا لفظ آیا ہے، کیونکہ عرفات وادی (مکان) کا نام ہے، جب کہ عرفہ کا اطلاق اکثر یوم (زمان) پر ہوتا ہے، تاہم کبھی کبھار وادی پر بھی ہوتا ہے، لہٰذا جب عرفہ کی اضافت یوم کی طرف ہو جائے تو اس سے صرف نو ذی الحجہ کی تاریخ مراد ہے۔

یوم عرفہ کا اطلاق وقوف عرفہ، یا میدانِ عرفہ پر کرنا درست نہیں، کیونکہ یوم سے مراد دن ہے جو کہ وقت اور زمان ہے، جب کہ وقوف عرفہ ایک عمل ہے اور میدانِ عرفات ایک وادی اور جگہ کا نام ہے، تاہم با امر مجبوری اگر عرفات کی اضافت یوم کی طرف کی جائے

اور یوم عرفات کہا جائے پھر بھی اس سے مراد یوم عرفہ ہوگا، یعنی: ذی الحجہ کی نوتاریخ، کیونکہ جیسے ''منیٰ'' ایک جگہ کا نام ہے اور ایام کی طرف نسبت کرکے ایام منیٰ کہا جاتا ہے، اور ایامِ منیٰ سے مراد ایامِ تشریق ہی ہیں۔

چنانچہ مذکورہ بالا بحث سے یہی بات معلوم ہوتی ہے کہ ہر ملک میں اپنی رؤیت ہلال ہی کا اعتبار ہوگا اور ایک ملک کی رؤیت تمام ممالک، یا کسی خاص ملک پر لاگو کرنے سے کئی مشکلات پیدا ہوتی ہیں اور اسلام میں رؤیت ہلال کا بنیادی فلسفہ یہی ہے کہ ہر ملک وعلاقے والے اپنی رؤیت کے مطابق اعمال کا اہتمام کریں اور اس کو مسلمانوں کی نااتفاقی سے تعبیر کرنا کسی طرح درست نہیں۔ واللہ أعلم بالصواب

خلاصہ بحث

(1) یومِ عرفہ کی وجہ تسمیہ میں کئی اقوال ہیں، لہذا اس کو صرف وقوفِ عرفہ کے ساتھ مختص کرنا مناسب نہیں۔

(2) بعض مفسرین کے ہاں یومِ عرفہ کے روزہ کے فضائل بعض آیات قرآنی سے بھی معلوم ہوتے ہیں، جیسے: سورہ فجر، سورہ البروج۔

(3) یومِ عرفہ کے روزہ کے فضائل کے بارے میں کثرت سے احادیث مبارکہ وارد ہوئی ہیں، جن میں مختلف فضائل بیان کیے گئے ہیں، مثلاً: ایک حدیث میں ایک سال گزشتہ اور ایک سال آئندہ کے گناہوں کی بخشش کا تذکرہ ہے اور دوسری روایت میں دو سال کا ذکر ملتا ہے، اور ایک روایت میں یومِ عرفہ کا روزہ ایک سال کے روزوں یا ہزار روزوں کے برابر قرار دے دیا گیا ہے، وغیرہ۔

(4) یومِ عرفہ کا روزہ رکھنا مستحب ہے۔

(5) اگر حاجی کو ضعف کا اندیشہ نہ ہو، تو اس کے لیے یومِ عرفہ کا روزہ رکھنا بلا کراہت مستحب ہے، ورنہ ضعف کی صورت میں مکروہ رہے گا۔

(6) شریعتِ مطہرہ میں اگر کسی دن، یا کسی تاریخ کی کوئی فضیلت نصوصِ شرعیہ میں وارد ہوئی ہو، تو وہ اس علاقہ کے اعتبار سے ہوگی، نہ کہ کسی اور ملک کے اعتبار سے۔

(7) یومِ عرفہ کے روزہ رکھنے کا سبب نو (۹) ذی الحجہ ہے، نہ کہ وقوفِ عرفہ، لہٰذ اگر تمام ممالک میں ایک ہی دن چاند نظر آیا تو ٹھیک ہے، ورنہ اپنے ملک کی رؤیت کے اعتبار سے نو (۹) ذی الحجہ کا روزہ رکھا جائے گا۔

(8) اگر خدانخواستہ اپنے ملک کی رؤیت کا اعتبار نہیں کیا گیا، بلکہ سعودی عرب، یا کسی اور ملک کی رؤیت کا اعتبار کیا گیا، تو پھر روزہ رکھنے کا جو استحباب ہے، وہ باقی نہیں رہے گا، تاہم صرف عام نفلی روزے کا ثواب ملے گا۔

(9) پاکستان میں نو (۹) ذی الحجہ کے روزے کو عید کے دن روزہ رکھنے سے تعبیر کرنا درست نہیں، اگرچہ کسی دوسرے ملک میں عید الاضحیٰ ہی کیوں نہ ہو۔

(10) احناف کا راجح موقف یہ ہے کہ بلادِ بعیدہ میں ایک جگہ کی رؤیت دوسری جگہ کے لیے معتبر نہیں، گویا بلادِ بعیدہ میں اختلافِ مطالع معتبر ہے، تاہم بلادِ قریبہ میں معتبر نہیں۔

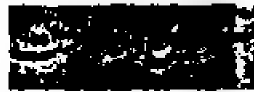
تِلْکَ عَشَرَۃٌ کَامِلَۃٌ

کتابیات

القرآن الكريم	تنريل من رب العالمين
الدرالمنثور	حلال الدين السيوطي
اللباب في علوم الكتاب	ابوحفص الحنبلي لنعماني
تفسيرالقرطبي	محمدبن أحمدالقرطبي
تفسيرابن كثير	ابن كثير الدمشقي
تفسيرالبغوي	محي السنة البغوى الشافعي
صحيح البخاري	محمدبن اسمعيل البخاري
صحيح مسلم	مسلم بن حجاج القشيري
المعجم الأوسط للطبراني	أبوالقاسم الطبراني
سنن ابن ماجه	أبوعبدالله القزويني
شعب الايمان	أبوبكرالبيهقي

كنزالعمال في سنن الاقوال والافعال	علي بن حسام الدين الهندي
سنن الترمذي	محمدبن عيسىٰ الترمذي
سنن أبي داود	أبوداودالسجستاني
صحيح ابن حِبان	محمدبن حبان التميمي
مسندأحمد	أحمدبن حنبل
السنن الكبرى للنسائي	أحمدبن شعيب النسائي
مصنف ابن أبي شيبة	أبوبكربن أبي شيبة العبسي
شرح معاني الآثار	أحمدالطحاوي
الفتح الكبير	جلال الدين السيوطي
المعجم الكبيرللطبراني	ابوالقاسم الطبراني
عمدة القاري شرح صحيح البخاري	بدرالدين العيني
فتح البخاري شرح صحيح البخاري	ابن حجر العسقلاني
ردالمحتارعلى الدرالمختار	ابن عابدين الشامي
الفوائد(فوائد تمام)	ابوالقاسم البجلي الرازي
القاموس الفقهي	سعدى ابوحيب
معجم لغة الفقهاء	محمدقلعجي
المغنى لابن قدامه	ابومحمد ابن قدامه المقدسي
معجم البلدان	ياقوت الهموي

کتاب الفتاوی	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی
فتاوی حقانیہ	مولانا عبدالحقؒ و دیگر مفتیان
امداد الفتاویٰ	حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ
منتخبات نظام الفتاوی	مفتی نظام الدین عظمیؒ



ایک مسلمان جان بوجھ کر دینی کتب میں غلطی کرنے کا تصور بھی نہیں کرسکتا، تاہم انسان غلطیوں کا پتلا ہے، اور چونکہ تصنیف وتالیف، تحقیق وتخریج، کمپوزنگ، طباعت، بائنڈنگ وغیرہ سب انسانوں کے ہاتھوں ہوتا ہے، اس لیے پھر بھی مقدور بھر کوشش کے باوجود غلطی رہ جانے کا امکان ہے۔ لہذا قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی ایسی غلطی نظر آئے، تو ادارہ (القمر اکیڈمی۔ جامعہ مدنیہ ہنگو) کو مطلع فرمادیں، تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح ہوسکے۔ نیکی کے اس کام میں آپ کا تعاون صدقہ جاریہ ہوگا۔ ان شاء اللہ

مرتب مفتی محمد یونس قاسمی کا مختصر تعارف

نام: محمد یونس قاسمی بن جعفر خان بن عبداللہ

تاریخ ولادت: 12 فروری 1985ء

مقام ولادت: گل باغ ضلع ہنگو

تعلیمی قابلیت: **حفظ قرآن:** مسجد الیاس (پرانا تبلیغی مرکز) ہنگو روڈ، ضلع کوہاٹ

ترجمہ وتفسیر: حضرت مفتی غلام الرحمٰن صاحب (مہتمم جامعہ عثمانیہ پشاور)، حضرت مفتی ذاکر حسن نعمانی صاحب (استاذِ حدیث جامعہ عثمانیہ پشاور)

تجوید وقراءات: قاری المقری حضرت مولانا قاری اسد جان صاحب ڈیروی (اقرا تجوید الحسن اکیڈمی، مسجد امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ، راولپنڈی)

درس نظامی: جامعہ عثمانیہ پشاور

تخصص فی الفقہ الاسلامی والافتاء: جامعہ عثمانیہ پشاور

عصری علوم: **میٹرک:** ہنگو پبلک سکول اینڈ کالج ہنگو، ضلع ہنگو، ایم۔اے اسلامیات (پشاور یونیورسٹی، کے۔پی۔کے)

تدریس: جامعہ عثمانیہ پشاور (سابقاً)، مدرس جامعہ مدنیہ ہنگو، مدرس مدرسہ ام سلمٰی رضی اللہ عنہا للبنات گل باغ، ہنگو

مناصب: بانی و مہتمم جامعہ مدنیہ ہنگو، سرپرستِ اعلیٰ جامعہ مدنیہ میڈیا سروس ہنگو، خطیب جامع مسجد حذیفہ ہنگو، رکن رؤیت ہلال کمیٹی ضلع ہنگو، رئیس دارالافتاء جامعہ مدنیہ ہنگو

اسفار: متحدہ عرب امارات (دبئی)، قطر، سعودی عرب

اعزازات: ☆ میٹرک میں ضلع بھر میں تیسری پوزیشن (850 میں سے 682)

☆ عالیہ سال اول (درجہ موقوف علیہ) میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان میں کے۔پی۔ کے صوبہ بھر میں دوسری پوزیشن (600 میں سے 582)

☆ تجوید للعلماء میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان میں ملک بھر میں پہلی پوزیشن (600 میں سے 583)

تصانیف: فرائد القرآن فی تفسیر القرآن (زیر طبع)، محاسن الحدیث (زیر طبع)، رسائل الارکان (تحقیق وتخریج)، یومِ عرفہ کے روزہ کا تحقیقی جائزہ (طبع ہو چکا ہے)، مسح علی الجوربین کا تحقیقی جائزہ (زیر طبع)، دروسِ رمضان (زیر طبع)، نقوش قلم (زیر طبع)، زاد السفر (زیر طبع)

بیعت و اصلاحی تعلق: قطب العصر حضرت مفتی غلام الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم العالیہ (سلسلہ نقشبندیہ)

مسلک و مشرب: مسلک اہل السنّت والجماعت علمائے دیوبند

تقریظاتِ اکابر

یوم عرفہ کے حوالہ سے عرصۂ دراز سے عوام الناس کے اذہان میں یہ خلجان پایا جاتا ہے کہ مدار تو ذی الحجہ ہے یا پھر وقوف عرفہ؟ بالفاظ دیگر ہر علاقے کا اپنا یوم عرفہ ہے یا ایک ہی دن پوری دنیا میں یوم عرفہ ہوتا ہے۔ اس الجھن کو سلجھانے کے لیے مفتی صاحب نے مختلف اداروں کو سوالات بھیجے، ان کے جوابات کا مجموعہ آپ کے سامنے ہے۔

شارحِ مسلم حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب (مہتمم جامعہ ابو ہریرہ، خالق آباد، نوشہرہ)

جناب مولانا مفتی محمد یونس صاحب نے اکابر علماء کی تحقیقات کو سامنے رکھ کر "یوم عرفہ کے روزہ کا تحقیقی جائزہ" کے نام سے کتاب لکھی ہے، جس میں یہ ثابت کیا ہے کہ عرفہ کا روزہ اپنے اپنے خطوں کے اعتبار سے ہوتا ہے۔

شہسوارِ قلم حضرت مفتی ذاکر حسن نعمانی صاحب (استاذ حدیث و تخصص جامعہ عثمانیہ پشاور)

آنجناب کی مرتب کردہ کتاب "یوم عرفہ کے روزہ کا تحقیقی جائزہ" کا بندہ نے مطالعہ کیا۔ ماشاء اللہ کتاب اپنے موضوع پر مدلل ہے۔ طرزِ بیان سلیس اور انداز محققانہ ہے، بزرگوں کے فتاویٰ اور اقوال سے مبرہن ہے۔

نمونۂ اسلاف حضرت مفتی محمد نہال اختر قاسمی صاحب (فاضل دارالعلوم دیوبند۔ انڈیا)

fb.com/MuftiMhmdYounasQasmi

Mufti Muhammad Younas Qasmi Official

younasqasmi1985@gmail.com

0305- 6061616